عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۱ | ۱۹ تا ۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۳۹

خدائی تخلیق میں تبدیلی

عذاب الٰہی کا سبب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قاتلانہ حملے اور سازشیں

میلادِ نبویؐ

اکابرِ دیوبند کا مسلک و مشرب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

زکوٰۃ اور صدقہ وخیرات کے مصارف

س:......صدقہ، زکوٰۃ اور عطیہ میں کیا فرق ہے اور اس مد میں دی گئی رقوم کا مصرف کیا ہے؟

ج:......جو مال اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اللہ کی راہ میں یعنی غربا و مساکین کو دیا جاتا ہے یا خیر کے کاموں میں خرچ کیا جاتا ہے، اسے صدقہ کہتے ہیں۔ اردو محاورے میں صدقہ اور خیرات یہ دونوں لفظ ایک ہی معانی میں استعمال ہوتے ہیں جبکہ قرآن مجید میں صدقہ کا لفظ زکوٰۃ پر بھی بولا گیا ہے۔ صدقہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) فرض، جیسے زکوٰۃ، (۲) واجب، جیسے نذر، صدقۂ فطر وغیرہ، (۳) نفلی صدقات جیسے عام خیرات وعطیات وغیرہ۔ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کا مصرف مسلمان فقرا و مساکین ہیں یعنی ایسے غریب اور نادار لوگ جو نصاب کے بقدر اثاثہ نہ رکھتے ہوں، ان کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کی مد میں رقم دینا جائز ہے۔ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کی رقم بطور تملیک دینا ضروری ہے، کیونکہ زکوٰۃ کی رقم میں تملیک شرط ہے یعنی جو شخص زکوٰۃ کا مستحق ہو اسے اتنی رقم کا مالک بنادیا جائے، تملیک کے بغیر کارِ خیر میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کردینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ جو فلاحی ادارے زکوٰۃ جمع کرتے ہیں وہ زکوٰۃ کی رقم کے مالک نہیں ہوتے بلکہ زکوٰۃ دہندگان کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں، جب تک ان کے پاس زکوٰۃ کا پیسہ جمع رہے گا وہ بدستور زکوٰۃ دہندگان کی ملک ہوگا۔ اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوٰۃ دہندگان کی زکوٰۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں، اس لئے جب تک کسی فلاحی ادارے کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو کہ وہ زکوٰۃ کی رقم شریعت کے اصولوں کے مطابق ٹھیک مصرف میں خرچ کرتا ہے، اس وقت تک اس کو زکوٰۃ دینا صحیح نہیں۔ نفلی صدقہ ردِ بلا کا ذریعہ ہے، جو مصائب اور تکالیف اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی وجہ سے پیش آتے ہیں وہ صدقہ سے ٹل جاتے ہیں، کیونکہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے، غریبوں اور محتاجوں کی خدمت بھی صدقہ ہے، مسجد اور مدرسہ یا کسی دینی اور فلاحی ادارے کے ساتھ تعاون بھی صدقہ ہے اور صدقہ پاک اور حلال مال سے ہونا چاہئے۔ حرام مال سے کیا ہوا صدقہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگا۔

مینٹی نینس کی رقم سے مسجد کے اخراجات کی ادائیگی

س:......شہر کراچی میں جتنے پلازے ہیں تقریباً ہر پلازہ میں مسجد ہوتی ہے، جس کا امام وموذن مقرر ہوتا ہے اور ساری نمازیں جماعت سے ہوتی ہیں بعض میں جمعہ ہوتا ہے، بعض میں نہیں اور ہر پلازے میں مینٹی نینس کمیٹی ہوتی ہے۔ پلازے میں مسلم وغیر مسلم سب مشترکہ رہتے ہیں اور مینٹی نینس ادا کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ مینٹی نینس کے پیسوں سے امام وموذن کی تنخواہ اور مسجد کی بجلی کا بل دینا شریعت کی رو سے درست ہے یا نہیں؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

ج:......صورت مسؤلہ میں امام وموذن کی تنخواہ اور مسجد کی بجلی کا بل مینٹی نینس کے پیسوں سے دینا درست ہے، کیونکہ مسجد بھی پلازہ کی ضرورت ہے اور اس کے اخراجات پلازہ والوں کے ذمہ ہیں، جس طرح پلازہ کے دیگر اخراجات مینٹی نینس کی رقم سے پورے کئے جاتے ہیں، اسی طرح مسجد کے بھی کئے جانے چاہئیں، باقی غیر مسلم بھی چونکہ پلازہ میں رہ کر مشترکہ فوائد حاصل کرتے ہیں، اس لئے ان سے مینٹی نینس کی مد میں رقم وصول کرنا درست ہے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ — ۱۹ تا ۲۵ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ، مطابق ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۲۰۲۲ء — شمارہ:۳۹

اس شمارے میں!

خدائی تخلیق میں تبدیلی.... عذابِ الٰہی کا سبب	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
پُرسکون زندگی کیسے حاصل ہوسکتی ہے؟	۹	مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ
نبی کریم ﷺ پر قاتلانہ حملے اور سازشیں	۱۳	مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ
میلادِ نبوی ﷺ.... اکابر دیوبند کا مسلک و مشرب	۱۷	مولانا مفتی محمد سفیان بلند
خطاب: قاضی احمد نورانی مدظلہ...	۲۱	مولانا محمد حسان اعجاز
سہ ماہی تحفظ ختم نبوت سیمینار، کراچی	۲۲	مولانا محمد قاسم، کراچی
تبلیغی و دعوتی اسفار	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِ اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میوایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35, Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۹ (۱ نبوت کے واقعات)

۴۳:... بعد ازاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، اور ان سے کہا: ''بھائی جان! ذرا اپنے بھتیجے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات غور سے سنئے'' ورقہ نے نزولِ وحی کا سارا واقعہ سنا تو سن کر کہا: ''یہ وہی فرشتہ (ناموس) ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا'' اور یہ بھی کہا: ''شیطانی تسلط آپ پر کسی صورت نہیں ہوسکتا۔''

۴۴:... آفتابِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جاں نثاریوں کا صلہ اللہ رَبّ العزّت کی طرف سے یہ عطا ہوا کہ ان کے نام ''اللہ کا سلام'' لے کر جبریلِ امین غارِ حرا میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ خداوندی سلام کے ساتھ ساتھ میری طرف سے بھی حضرت خدیجہؓ کی خدمت میں سلام کہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رَبّ العزّت اور کروبیوں کے اِمام کا سلام، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پہنچایا، انہوں نے اس سلام کا جو جواب دیا وہ ان کی وفورِ عقل اور کمالِ بلاغت کا بہترین نمونہ ہے، فرمایا:

''اللّٰہ السلام ومنہ السلام وعلیک السلام وعلٰی جبریل السلام وعلٰی کلّ من سمع السلام الّا الشیطان.''

ترجمہ:... ''اللہ پاک تو خود ہی سلامتی والے ہیں، سلامتی انہیں کی جانب سے ملتی ہے، (اے نبی!) آپ پر سلام، جبریل پر سلام اور ہر اس شخص پر جو (اس واقعے کو) سنے، سلام، مگر شیطان پر نہیں۔''

۴۵:... اسی سال کچھ مدّت تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کی وجہ سے غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، اس کے بعد وحی کا سلسلہ جو شروع ہوا تو تادَمِ آخر نہ ٹوٹا۔ (صحیح بخاری)

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

خدائی تخلیق میں تبدیلی

عذابِ الٰہی کا سبب!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

ابلیس لعین نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے جنت سے نکال دیا تو اس نے کہا:

۱:-’’وَلأُضِلَّنَّهُمْ وَلأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الأَنْعَامِ وَلآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّهِ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيّاً مِّن دُونِ اللّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَاناً مُّبِيناً.‘‘ (النساء:۱۱۸،۱۱۹)

ترجمہ:’’میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ (اطاعت کا) لوں گا۔ اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوسیں دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس میں وہ چوپایوں کے کانوں کو تراشا کریں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بناوے گا، وہ صریح نقصان میں واقع ہوگا۔‘‘

۲:-’’فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفاً فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ...‘‘ (الروم:۳۰)

ترجمہ:’’اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو، جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے، بدلنا نہ چاہیے۔‘‘

۳:-قوم لوط علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

’’وَلُوطاً إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّن الْعَالَمِينَ o إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاء بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ o وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلاَّ أَن قَالُواْ أَخْرِجُوهُم مِّن قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ o فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلاَّ امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ o‘‘ (الاعراف:۸۰-۸۳)

ترجمہ:’’اور (ہم نے) لوط (علیہ السلام) کو (بھیجا) جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا۔ (یعنی) تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد (انسانیت) ہی سے گزر گئے ہو.... اور ہم نے ان پر ایک (نئی طرح کا) مینہ برسایا (کہ وہ پتھروں کا تھا) سو دیکھو تو سہی ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔‘‘

۴:-’’فَلَمَّا جَاء أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ o مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ o‘‘ (ھود:۸۲،۸۳)

ترجمہ:’’سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لیے) آ پہنچا تو ہم نے اس زمین (کوالٹ کراس) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور اس زمین پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کیے جو لگا تار گر رہے تھے، جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشان بھی تھا اور یہ بستیاں (قوم لوط (علیہ السلام) کی) ان ظالموں سے کچھ دور نہیں۔‘‘

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

۱:-ترجمہ:’’ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔‘‘(مسند احمد:۹۱۰۲)

۲:-ترجمہ:’’مجھے اپنی امت کی بربادی کا جس چیز سے زیادہ خوف ہے وہ قوم لوط کا عمل ہے۔‘‘(سنن ترمذی:۱۴۵۷)

۳:-ترجمہ:’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی وضع اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی وضع اختیار کرتی ہیں۔‘‘(بخاری:۵۵۴۶، دار ابن کثیر دمشق)

۴:-ترجمہ:’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی وضع اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی وضع اختیار کرتی ہیں، اور فرمایا: انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔‘‘(بخاری:۵۵۴۷، دار ابن کثیر دمشق)

۵:-ترجمہ:’’ام المؤمنین حضرت ام سلمہ بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے، گھر میں ایک مغیث نامی مخنث بھی تھا۔ اس مخنث (ہیجڑے) نے ام سلمہ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر کل اللہ نے تمہیں طائف پر فتح عنایت فرمائی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کو دکھلاؤں گا کیونکہ وہ سامنے آتی ہے تو (مٹاپے کی وجہ سے) اس کے چار شکنیں پڑ جاتی ہیں اور جب پیچھے پھرتی ہے تو آٹھ ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ام سلمہ سے) فرمایا کہ یہ (مخنث) تمہارے پاس اب نہ آیا کرے۔‘‘(بخاری:۵۵۴۸، دار ابن کثیر دمشق)

۶:-ترجمہ:’’اللہ تعالیٰ نے زنانہ صورت اختیار کرنے والے مردوں اور مردانہ صورت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔‘‘

(مسند احمد:۵۱۳۱، ط: مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

۷:-ترجمہ:’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مخنث لایا گیا، جس کے ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا: یہ عورتوں سے مشابہت کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مدینہ منورہ سے نکالنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے مسلمانوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔‘‘(سنن ابی داؤد:۴۹۲۸)

۸:-ترجمہ:’’حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک خواجہ سرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آیا کرتا تھا، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کی جسمانی ساخت پر گفتگو کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: یہ لوگ تمہارے گھروں میں داخل نہ ہوں۔‘‘(بخاری:۵۵۴۸، دار ابن کثیر دمشق)

یہ تمام آیات اور احادیث اس لیے نقل کیں، تاکہ معلوم ہو کہ اللہ کی تخلیق اور فطرت کو تبدیل کرنے والوں کے بارہ میں دین اسلام کا نقطۂ نظر کیا ہے۔ ٹرانس جینڈر بل کیا ہے؟ اس کے محرکین کون تھے؟ کب پاس کیا گیا؟ اس کے رولز کیا ہیں؟ اور کب بنائے گئے؟ اب اس کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

۲۰۱۸ء میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے آخری دنوں میں خواجہ سرا کے حقوق کی آڑ میں چار اراکین سینیٹ نے۔ جن کا تعلق پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ق)، مسلم لیگ (ن) اور پی ٹی آئی سے تھا۔ اس بل کو پیش کیا، اور ۷؍مارچ ۲۰۱۸ء کو سینیٹ سے یہ بل پاس ہوا، اور اپریل ۲۰۱۸ء میں قومی اسمبلی کے آخری سیشن سے اسے منظور کرایا گیا، جبکہ اس وقت جمعیت علماء اسلام کی رکن محترمہ نعیمہ کشور صاحبہ اور جماعت اسلامی کی خاتون محترمہ عائشہ صاحبہ نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ اسے قائمہ کمیٹی میں بھیجا جائے اور جلد بازی میں قرآن وسنت سے بغاوت کے مرتکب اس بل کو پاس نہ کیا جائے، لیکن ان کی ایک نہ

سنی گئی۔ یہ بل بھی عام بلوں کی طرح حقوق کے تحفظ کے نام پر پیش کیا گیا،لیکن اس کے پیچھے ایک عالمی تنظیم کا ایجنڈہ تھا۔اس بل کی حمایت اور فضا ہموار کرنے کے لیے ایک مبہم سا سوال نامہ بنا کر ''تنظیم اتحادِ امت'' پاکستان کے زیر انتظام بعض علماء سے یہ فتویٰ بھی حاصل کیا گیا کہ: ایسے خواجہ سراؤں کے ساتھ کہ جن میں مردانہ علامات پائی جاتی ہیں، عام عورتیں اور ایسے خواجہ سراؤں کے ساتھ جن میں نسوانی علامات پائی جاتی ہیں، عام مرد نکاح کر سکتے ہیں،اور ایسے خواجہ سرا کہ جن میں مرد وزن دونوں کی علامتیں پائی جاتی ہیں،انہیں خنثیٰ مشکل کہا جاتا ہے،ان کے ساتھ کسی مرد وزن کا نکاح جائز نہیں''

اس فتویٰ کو اس تنظیم نے بعض عالمی ذرائع ابلاغ پر اپنی فتح سے تعبیر کیا اور کہا: مسلم علماء نے ماورائے صنف افراد کے حقوق تسلیم کر لیے ہیں''

لندن کے معروف اخبار دی ٹیلی گراف نے لکھا: پاکستان میں ماورائے صنف افراد کا اب تک آپس میں شادی کرنا ممکن نہیں تھا، کیونکہ وہاں عملِ قوم لوطؑ کے مرتکب افراد کو باہم شادی پر عمر قید کی سزا دی جاتی ہے۔

ٹرانس جینڈر کا مطلب ہے: وہ افراد جو پیدائشی طور پر جنسی اعضاء یا علامات کے اعتبار سے مرد یا عورت کی مکمل صفات رکھتے ہیں، مگر بعد میں کسی مرحلے پر مرد اپنے آپ کو عورت اور عورت اپنے آپ کو مرد بنانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ بہرحال جب اس قانون کے مندرجات، رولز اور قواعد وضوابط بنائے گئے تو اس قانون کی رو سے جنس کے تعین کا اختیار فرد کی ذاتی صوابدید اور رجحان کو قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ جنس میں تبدیلی کی بنیاد کوئی میڈیکل رپورٹ نہیں ہوگی۔ یعنی ایک مرد اپنی رائے سے کسی بھی وقت خود کو عورت یا عورت خود کو مرد قرار دے سکتی ہے اور تمام اداروں/محکموں کو اس کے ذاتی فیصلے کو ماننا لازم ہوگا۔ جب فردِ حقیقی جنسی اعضاء کے برعکس اپنی پسند سے غیر حقیقی جنس کے تعین کرنے کا قانونی بیان دے دے گا تو تمام قانونی دستاویزات بشمول نادرا، پاسپورٹ اور لائسنس وغیرہ میں اس کی پسند کردہ جنس کے مطابق تبدیلی لائی جائے گی۔ یہ محض خدشات نہیں، بلکہ سینیٹ کو بتائے گئے جواب کے مطابق ۲۰۱۸ء کے بعد سے تین برسوں میں نادرا کو جنس تبدیلی کی تقریباً ۲۹ ہزار درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ ان میں سے ۱۶۵۳۰ مردوں نے اپنی جنس عورت میں تبدیل کروائی، جبکہ ۱۵۱۵۴ عورتوں نے اپنی جنس مرد میں تبدیل کروائی۔ خواجہ سراؤں کی مجموعی طور پر صرف ۳۰ درخواستیں موصول ہوئیں، جن میں سے ۲۱ نے مرد کے طور پر اور ۹ نے عورت کے طور پر اندراج کی درخواست کی۔

قانونی دستاویزات میں حقیقی جنس کے برعکس اپنی پسند کے مطابق اختیار کردہ غیر حقیقی جنس کے اندراج کے بعد اسی کے مطابق اس فرد کا وراثت میں حصہ قرار پائے گا، یعنی وراثت میں حصہ بڑھوانے کے لیے کوئی بھی عورت بعد ازاں مرد کی حیثیت سے رجسٹر ہو کر اپنا وراثتی حصہ بڑھوا سکتی ہے۔ یہ چیز ایک طرف قرآن وسنت کے قانونِ وراثت کی شدید خلاف ورزی ہوگی تو دوسری جانب خاندان میں لڑائیوں کی صورت میں خاندانی نظام کی تباہی کا باعث بنے گی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے والے عمل اور ہم جنس پرستی کے انتہائی قبیح فعل کو فروغ دینے کا ذریعہ ہوگا۔ نیز یہ بل مذکورہ قبیح فعل کو قانونی تحفظ فراہم کرنے کا باعث بھی بنے گا۔ مثلاً دو مردوں میں سے ایک خود کو خاتون کی حیثیت سے رجسٹر کروا کر دوسرے مرد سے یا دو خواتین میں سے ایک خاتون خود کو مرد کی حیثیت سے رجسٹر کروا کر دوسری عورت سے شادی کرنے کی اہل ہوگی اور قانون اس کھلی بے حیائی اور شریعت کی خلاف ورزی کے سامنے بے بس ہوگا۔ مذہبی مقامات، مساجد، جیلوں اور تعلیمی اداروں وغیرہ میں جنس کی بنیاد پر مخصوص مراعات وسہولیات استعمال کرنے، واش رومز سمیت مخصوص مقامات پر آنے جانے اور ہاسٹلز میں رہنے وغیرہ کا حق حاصل ہوگا، اب سرکاری کاغذات میں جنس کی زبانی تبدیلی کے بعد کوئی بھی مرد خاتون بن کر یا خاتون مرد بن کر ان سہولیات کے حق دار ہوں گے، جو کہ صرف مخصوص جنس کا ہی حق ہیں، اس بل سے معاشرتی تلخیاں، جنسی زیادتی اور کئی مسائل پیدا ہوں گے۔ تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام نے اس بل کے خلاف رائے دی ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اس بل کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے منافی قرار دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جزائے خیر دے جناب سینیٹر مشتاق احمد خان صاحب کو کہ انہوں نے اس قانون کی خامیوں کا ادراک کرتے ہوئے اس میں ترامیم

ایوان میں جمع کروادی ہیں۔ان کی طرف سے پیش کردہ ترمیم اس تبدیلی کو میڈیکل ٹیسٹ کے ساتھ مشروط کرتی ہے۔مرد سرجن، لیڈی سرجن اور ماہر نفسیات پر مشتمل بورڈ یہ فیصلہ کرے کہ درخواست گزار مخنث ہے یا نہیں؟ اور اس کا اندراج کس طرف ہونا چاہیے۔ برطانیہ میں بھی ۲۰۰۴ء میں جنسی تعین کے ایکٹ میں طبی معائنے اور طبی سرٹیفکیٹ کو لازمی قرار دیا گیا، جبکہ پاکستان ٹرانس جینڈر ایکٹ ۲۰۱۸ء میں کسی بھی میڈیکل بورڈ کی رائے کے بغیر اپنی صوابدید پر مرد سے عورت یا عورت سے مرد بننے اور تبدیلی جنس کا آپریشن کروانے کی کھلی چھٹی دی گئی ہے۔اس کے نقصانات واضح ہیں۔اسی طرح حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے ملتان میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعیت علماء اسلام نے سینیٹ میں ’’ٹرانس جینڈر ایکٹ‘‘ کے نام سے ترمیمی بل جمع کردیا ہے۔ اس ترمیمی بل میں کئی دفعات کو حذف کردیا گیا ہے، جبکہ ۱۶ دفعات میں ترامیم تجویز کی گئی ہیں، اس بل کے پاس ہونے سے ’’ٹرانس جینڈر ایکٹ‘‘ ختم ہوجائے گا اور اس کی جگہ ’’انٹرسیکس‘‘ یعنی (خنثیٰ مشکل) ایکٹ معرضِ وجود میں آجائے گا، جو کہ مکمل طور پر قرآن وسنت کے مطابق ہوگا۔اس کے ساتھ ہی جمعیت علماء اسلام نے وفاقی شرعی عدالت میں ٹرانس جینڈر ایکٹ کو قرآن وسنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کو کالعدم قرار دینے کے لیے رٹ پٹیشن دائر کردی۔اسی طرح ملی یک جہتی کونسل -جس کا راقم الحروف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے رکن ہے- نے بھی کراچی پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے اس بل کو فطرت اور قرآن وسنت کے خلاف بغاوت قرار دیتے ہوئے مسترد کردیا ہے، جیسا کہ درج ذیل خبر میں رپورٹ کیا گیا:

’’کراچی (اسٹاف رپورٹر) ملی یکجہتی کونسل نے ٹرانس جینڈر بل کو مسترد کرتے ہوئے اسے قرآن وسنت سے متصادم قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بل موجودہ شکل میں قانونِ فطرت سے بہت بڑی بغاوت ہے، پاکستان کے غیور مسلمان ہرگز ایسے کسی قانون کو برداشت نہیں کریں گے۔ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل ۲۲۸ کے مطابق پاکستان میں کوئی غیر اسلامی وغیر شرعی قانون نافذ نہیں کیا جاسکتا، جن ارکانِ اسمبلی نے بلاتحقیق اس قانون کی حمایت کی وہ دین کے باغی ہیں۔تمام علماء اور باشعور افراد اس متنازع قانون کو نہ صرف شریعت سے متصادم بلکہ ہم جنس پرستی جیسے حرام کام اور گناہ کے فروغ کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات، جمعیت علماء اسلام کے ترمیمی بل اور سینیٹر مشتاق احمد خان کی جانب سے جمع کی گئی ترامیم اور پوری قوم کے مطالبے کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس قانون کو رد کیا جائے اور پاکستانی قوم کو اضطراب سے بچایا جائے۔ان خیالات کا اظہار ملی یکجہتی کونسل سندھ کے صدر اسداللہ بھٹو، جنرل سیکریٹری علامہ قاضی احمد نورانی، جماعت اسلامی سندھ کے امیر محمد حسین محنتی، مفتی محمد اعجاز مصطفیٰ، علامہ سید رضی حیدر زیدی، علامہ ساجد جعفری نے کراچی پریس کلب میں مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔اس موقع پر عمران احمد سلفی، علامہ عقیل انجم قادری، مسلم پرویز، ممتاز رضا سیال اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔مقررین نے کہا کہ ٹرانس جینڈر بل پاکستان کی تمام مذہبی جماعتوں اور باشعور افراد نے مسترد کیا ہے۔اگر اس قانون کو موجودہ شکل میں نافذ کیا گیا تو وہ خرابیاں جنم لیں گی جن کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے۔انہوں نے کہا کہ ہم خواجہ سراؤں کے حقوق کا تحفظ کریں گے، لیکن کسی کو خلافِ شریعت وآئین قانون سازی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔‘‘ (۳۰/ستمبر۲۰۲۲ء، بروز جمعۃ المبارک، روزنامہ امت کراچی)

ہماری تمام اراکین پارلیمنٹ سے درخواست ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں موجود دینی و مذہبی حضرات کی اس بل میں پیش کردہ ترامیم منظور کرانے میں ساتھ دیں، تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بغاوت اور عذابِ الٰہی سے بچ سکیں۔ اگر ساتھ نہ دیا تو بعید نہیں کہ عوام اگلے الیکشن میں ان اراکین کی راہ روکیں اور ان کے لیے منتخب ہونا یا عوامی حلقوں میں جانا محال کردیں۔فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علٰی خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلٰی آلہ وصحبہٖ اجمعین

پُرسکون زندگی کیسے حاصل ہوسکتی ہے؟

(ایک خط کے جواب میں)

مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

محترم المقام زید مجدکم السامی، ہدیہ مسنونہ کے بعد عرض ہے کہ آپ کا گرامی نامہ دفتر دارالعلوم دیوبند میں موصول ہوا، میں اس دوران سفر میں تھا سفر طویل ہوگیا اور آپ کا والا نامہ دیوبند ہوتا ہوا مجھے بمبئی میں ملا! وہاں بھی مصروفیات کے سبب جواب لکھنے کا موقع نہ ملا اور کلکتہ روانگی ہوگئی! اس لئے آج کلکتہ سے جواب عرض کر رہا ہوں اور اس تاخیر جواب کی معافی چاہتا ہوں!

آپ نے والا نامہ میں سوال فرمایا ہے کہ:

اس پریشان اور ابتر دنیا میں انسان کس طرح ایک خوش وخرم اور پرسکون زندگی بسر کرسکتا ہے؟

جواباً عرض ہے کہ سوال اہم اور عموماً آج کے دُکھی دلوں کی ایک عمومی پکار ہے! اس لئے حقیقتاً توجہ طلب ہے! لیکن یہ سوال جس قدر اہم اور پیچیدہ دکھائی دیتا ہے اُسی قدر اپنے جواب کے لحاظ سے واضح اور صاف بھی ہے! جواب سامنے لانے کے لئے پہلے پریشانی اور ابتری کے معنی متعین کر لینے چاہییں تو اس سے بچنے کی صورت اور زندگی کے سکون کی راہ خود ہی متعین ہو جائے گی!! مصیبت کیا ہے؟

لوگوں نے عموماً دکھ، درد، بیماری، افلاس، تنگ دستی، جیل، قید وبند، ماردھاڑ، قتل وغارت، قحط، وبا بلا وغیرہ کو مصیبت و پریشانی سمجھ رکھا ہے، حالاں کہ ان میں سے ایک چیز بھی مصیبت نہیں ہے؟! یہ صرف واقعات اور حوادث ہیں! پریشانی اور مصیبت درحقیقت ان (حوادث) سے دل کا اثر لینا، تشویش میں پڑنا، دل تنگ ہونا اور کرب وغم میں ڈوب جانا ہے!!! پس یہ چیزیں زیادہ سے زیادہ اسبابِ مصیبت کہلائی جاسکتی ہیں، مصیبت نہیں کہی جاسکتیں!

مصیبت قلب کی کیفیت، احساس اور تاثر کا نام ہوگا، جیل کی قید وبند کا نام مصیبت نہیں! بلکہ اس سے دل میں پراگندگی اور گھٹن کا اثر آنا مصیبت ہے! افلاس وتہی دستی خود کوئی پریشانی نہیں! بلکہ دل کا اس سے گھبرانا اور مضطرب ہونا پریشانی ہے! تپ ولرزہ یا ہیضہ وطاعون اور قحط ووبا مصیبت نہیں! بلکہ دل میں اس سے کرب و بے چینی کا اثر لینا مصیبت ہے! پس ''مصیبت'' خود ہمارے دل کی کیفیت ہے، دنیا کے واقعات نہیں! اس لئے مصیبتوں کے خاتمہ کی یہ تدبیر کبھی معقول اور کارگر نہیں ہوسکتی کہ دنیا سے حوادث کو مٹانے کی کوشش کی جائے جب کہ حوادثِ زمانہ نہ خود مصیبت ہیں اور نہ ہی ہمارے قبضہ میں ہیں!

بلکہ صرف یہی ہوسکتا ہے کہ ان حوادث کے پیش آنے پر قلبی تشویش و پراگندگی کا راستہ روک دیا جائے اور ان سے بجائے خلافِ طبع ضیق وتشویش کا اثر لینے کے انہیں طبیعت کے موافق بنا لیا جائے، جس سے دل ان سے گھٹنے کے بجائے لذت لینے لگے! تو ان میں سے نہ صرف مصیبت ہونے کی شان ہی نکل جائے گی، بلکہ یہ اُمور قلبی راحتوں کا ذریعہ بن جائیں گے اور زندگی میں سے پریشانیوں کا خاتمہ ہوجائے گا!!!

آج کی دنیا زندگی کو پرسکون بنانے کے لئے ان حوادثِ زمانہ کو ختم کردینے کی فکر میں لگی ہوئی ہے، لیکن یہ چوں کہ ایک ناممکن کو ممکن بنانے کی کوشش ہے، جو کبھی شرمندۂ وقوع نہیں ہوسکتی، اس لئے جتنا جتنا یہ اوندھی تدبیر بڑھتی جائے گی اتنا ہی دنیا کی زندگی میں ابتری اور بے چینی کا اضافہ ہوتا رہے گا اور کبھی بھی پریشانیوں اور بے چینیوں کا خاتمہ نہ ہوگا! جیسا کہ مشاہدہ میں آرہا ہے، پس عالم کو بدل ڈالنے کی کوشش کا نام چین نہیں، بلکہ خود اپنے کو بدل دینے کا نام سکھ اور چین ہے!!؟

اس کی سہل صورت ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ نظر کو ان حوادث سے ہٹا کر اُس سرچشمہ کی طرف پھیر دیا جائے جہاں سے بن بن کر یہ اسباب مصائب وآفاتِ عالم پر اُتر رہے ہیں اور وہ اللہ رب العزت کی ذاتِ بابرکت ہے، جس نے اِس عالم کو لامحدود حکمتوں سے ''عالمِ اضداد'' بنایا ہے! اور اس میں راحت وکلفت، نعمت ومصیبت، حظ و

کرب اور چین و بے چینی دونوں کو سمو کر اِس عالَم کی تعمیر کی ہے، اگر اس سے رشتۂ محبت وعبودیت اور رابطہ رضا وتسلیم کر لیا جائے، جس کا نام ’’ایمان‘‘ ہے اور ریاضت ومشق سے اسے اپنا حال اور جوہرِ نفس بنا لیا جائے کہ اس کے ہر تصرف اور ہر تقدیر پر اطمینان واعتماد بھی میسر آ جائے تو یہ محبت ہی ہر تلخ کو شیریں اور ناگوار کو خوش گوار بنا دے گی! جس سے قلب ان حوادث سے تشویش کا اثر نہیں لے سکے گا، جو مصیبت کی رُوح ہے کہ از محبت تلخ ہا شیریں بود (محبت کی وجہ سے بہت سی کڑوی چیزیں میٹھی لگتی ہیں)۔

کیوں کہ عاشق کے لئے محبوب کی طرف سے آئی ہوئی ہر چیز محبوب اور لذیذ ہوتی ہے، وہ محبوب کی بھیجی ہوئی تکلیف کو بھی اپنے حق میں یہ سمجھ کر راحت جانتا ہے کہ محبوب نے مجھے یاد تو کیا، تو مصیبت مصیبت نہ رہے گی!

خلاصہ یہ نکلا کہ مصیبت نام ہے خلافِ طبع کا (اس کو) موافقِ طبع بنانے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ عالَم کی طبیعت کو بدلنے کے بجائے (جو بس کی بات نہیں) اپنی طبیعت کو بدل دیا جائے اور اس کا رُخ مصیبت سے پھیر کر مصیبت بھیجنے والے کی طرف کر دیا جائے کہ نظر مصیبت پر نہ رہے، بلکہ خالقِ مصیبت کی توجہ وغایت اور بے پایاں حکمت وتربیت پر ہو جائے اور ظاہر ہے کہ یہ یقین بجز خدا کی ذات کو مانے ہوئے اور اس کے ہر ہر تصرف پر کلی اعتماد و اطمینان کیے بغیر میسر نہیں آ سکتا! اس لئے مصائب کا خاتمہ خدا کے نام سے بھاگنے میں نہیں ہے، بلکہ اُس کی طرف لوٹنے میں ہے! یعنی آگے بڑھنے میں نہیں ہے، بلکہ پیچھے ہٹنے میں ہے۔

اندریں صورت انسان جتنا بھی استیصال حوادث (حوادث کو ختم کرنے کی مہم) کی مہم میں لگا رہے گا، مصائب سے کبھی نجات نہ پا سکے گا، جس کا زاویۂ نظر یہ ہو کہ وہ دفعیہ حوادث وآفات کی تدبیر کسی نہ کسی سبب ہی کے ذریعہ کرے گا اور یہ سبب بھی جب کہ خود ایک حادثہ ہوگا، جس میں منفعت کے ساتھ مضرت کا بھی کوئی نہ کوئی پہلو ضرور ہوگا تو یہ دفعِ مصیبت بھی مصیبت سے خالی نہ ہوگا اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ استیصالِ مصائب کے بجائے کچھ نہ کچھ اضافۂ مصائب ہی ہو جائے گا اور ایک مصیبت اگر کسی حد تک ٹل بھی جائے گی تو دوسری مصیبت اسی آن اس کی جگہ لے لے گی!!!

گر گریز بر امید راحتے
زاں طرف ہم پیش آید آفتے

(اگر تم بھاگتے ہو کسی راحت کی اُمید پر، جس طرف سے تم راحت کو چاہتے ہو اُس طرف سے کوئی نہ کوئی مصیبت آ جاتی ہے۔)

لیکن ان حوادث سے بالاتر ہو کر خالقِ حوادث سے قلب کا تعلق قائم کر لیا جائے تو ادھر سے علمی طور پر تو ان آفات ومصائب کی حکمتیں دل پر کھلیں گی، جس سے یہ مصائب معقول اور برمحل محسوس ہونے لگیں گی تو ان سے اکتانے کی کوئی وجہ معقول نہ ہوگی کہ قلب عقلاً غمگین ہو اور پھر عشقِ الٰہی کی سرشاری میں جب کہ اِن حوادث کا ورود منشاءِ محبوب محسوس ہوگا تو اسے توجہِ محبوب سمجھ کر یہ عاشق قلب عملاً ان آفات سے لذت وسرشاری کا اثر بھی لینے لگے گا اور آخر کار اس روحانی لذت وسرشاری میں محو ہو کر اسے فرصت ہی نہ ملے گی کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اِن آفات ومصائب کی طرف دھیان بھی کر سکے، اس لئے اس کے حق میں نعمت تو ’’نعمت‘‘ ہوئی ’’مصیبت‘‘ اس سے بھی بڑھ کر نعمت ولذت بن جائے گی اور زندگی سے مصائب اور پریشانیوں کا خاتمہ ہو جائے گا، پس راحت مسبّب الاسباب سے سچے تعلق میں پنہاں ہے!

ہیچ گنجے بے درد بے دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

(کوئی خزانہ بغیر درد اور مال کے حاصل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے علاوہ کوئی راحت نہیں ہے)۔

خلاصہ یہ ہے کہ راستے دو ہی ہیں:

ا:... ایک مصائب سے دل تنگ ہو کر اسباب کے راستے سے ان کا مقابلہ اور استیصال کی فکر وسعی۔

۲:... اور دوسرا مسبّب الاسباب سے عشق کے ذریعہ مصائب کو توجۂ محبوب سمجھ کر ان پر دل سے راضی ہو جانا اور شیوہ تسلیم ورضا اختیار کرنا۔

پہلا راستہ بندگانِ عقل (فلاسفہ وسائنس دانوں) نے اختیار کیا تو ایک لمحہ کے لئے بھی مصائب سے نجات نہ پا سکے! نہ خود مطمئن ہوئے، نہ کسی کو اطمینان دلا سکے! بلکہ خود مبتلا ہو کر پوری دنیا کو مبتلائے مصائب وآفات کر دیا! جس سے دنیا سے سکھ اور چین رُخصت ہو گیا! ’’اسبابِ راحت‘‘ بڑھ گئے اور ’’راحت‘‘ رُخصت ہو گئی؟!

دوسرا راستہ بندگانِ خدا (انبیاء و اَولیاء) نے اختیار کیا کہ حوادثِ عالَم سے تنگ دل ہونے کے بجائے انہیں توجہِ حق اور منشاءِ الٰہی سمجھ کر ذریعۂ راحتِ قلب بنایا تو تشویش وپریشانی ان کے قلب کے آس پاس بھی نہ پھٹک سکی، خود بھی

مطمئن اور منشرح ہوئے اور عالم میں بھی سکون واطمینان کی لہریں دوڑا دیں!

اس لئے ان کی اور ان کے متبعین کی زندگیوں سے ہمیشہ کے لئے مصیبتوں کا خاتمہ ہو گیا!! اور خوشی وخرمی ان کی زندگیوں کا عنوان بن گئی!!!

’’اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ o لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْآخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o۔‘‘ (سورۂ یونس:64-62)

ترجمہ:’’بلاشبہ اولیاء اللہ پر خوف ہے نہ غم، جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے، ان کے لئے دنیا کی زندگی میں بشارت ہے اور آخرت میں بھی، اللہ کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں (خوشی وخرمی کا یہی اٹل قانون ہمیشہ رہا ہے اور رہے گا) یہی ہے بڑی کامیابی۔‘‘

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افلاطون حکیم نے سوال کیا تھا کہ:

’’اگر آسمان کو کمان فرض کیا جائے اور مصائب وآفات کو اس کمان سے چلنے والے تیر شمار کیا جائے اور خدا کو تیرانداز مانا جائے تو ان مصائب سے بچاؤ کی کیا صورت ہے؟‘‘

عقل کا جواب تو مایوسی ہے! کیوں کہ بچاؤ کی کوئی صورت نہیں! آدمی نہ آسمان کے دائرہ سے باہر جاسکتا ہے! نہ خدا کے احاطہ سے باہر نکل سکتا ہے! اس لئے لامحالہ اُسے مصائب کے تیر کھانے ہی پڑیں گے، بچاؤ کی کوئی صورت نہیں!! لیکن انبیاء فلاسفر (سائنسدان) نہیں ہوتے کہ محسوسات سے گھری ہوئی محدود عقل کا سہارا پکڑ کر اپنے علم وعمل کے راستے محدود کر لیں! ان کا تعلق خالقِ عقل سے ہوتا ہے، جو اپنے کمالات وتصرفات میں لامحدود ہے اور تعلق بھی محبت وعشق کا ہوتا ہے، جو شش جہت (چھ اطراف) سے بھی اُوپر کی بات لاتا ہے۔

عقل گوید شش جہت حد است وبیروں راہ نیست
عشق گوید راہ ہست ورفتہ ام من بارہا

ترجمہ:’’عقل کہتی ہے چھ جہتیں حد ہے اور باہر کوئی راستہ نہیں ہے، عشق کہتا ہے راستہ بھی ہے اور میں کئی بار گیا بھی ہوں۔‘‘

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

’’مصائب کے ان تیروں سے بچاؤ کی بہت آسان صورت ہے! وہ یہ کہ آدمی تیرانداز کے پہلو میں آ کھڑا ہو تو نہ تیر لگے گا، نہ اثر کرے گا!‘‘

اور پہلوئے خداوندی ذکر اللہ اور یادِ حق ہے، جس میں محو ہو کر آدمی اپنے کو کلیۃً خدا کے سپرد کر دیتا ہے اور یہ محبت وتفویض ہی عاشق کا وہ کام ہے جس سے ہر تلخ اس کے لئے شیریں بن جاتا ہے اور اس کی صدا یہ ہوجاتی ہے کہ:

ناخوش او خوش بود در جانِ من
جان فدائے یارِ دل رنجانِ من

ترجمہ:’’اس کی ناراضی میرے لئے خوشی ہے، میری جان اس دکھانے والے دوست پر قربان ہو۔‘‘

اور پھر اس کی تفویض اور جاں سپاری (اپنی زندگی وموت ودیگر معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے والا) کا عالم یہ ہوجاتا ہے کہ:

زندہ کنی عطائے تو، ور بکشی فدائے تو
دل شد مبتلائے تو، ہر چہ کنی رضائے تو

ترجمہ:’’اگر زندگی دے تو تیری عطا ہے، اگر موت دے تو تجھ پر قربان، دل تجھ پر فدا ہو گیا تو جو کچھ کرے تیری رضا ہے۔‘‘

ظاہر ہے کہ اس لذتِ جاں سپاری کے ہوتے ہوئے مصائب وآفات کی مجال ہی کیا رہ جاتی ہے کہ وہ قلب عاشق کو بے چین کرسکیں یا اس میں ذرّہ برابر پراگندگی اور تشویش پیدا کرسکیں، اس حالت میں قلبِ عاشق کی ہر تشویش و پراگندگی مبدّل بہ سکون وطمانیت ہو جاتی ہے، جو لذت وراحت کی جڑ اور بنیاد ہے!

اظہارِ تعزیت

کراچی… عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ دہلی کالونی کے ذمہ دار جناب بھائی محمد آفتاب کی ہمشیرہ صاحبہ (محمد کامل گھڑی والوں کی اہلیہ) کا انتقال ہوگیا ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نمازِ جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد قاسم نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں سیّد انوارالحسن، محمد رضوان شمیم، حافظ محمد نبیل شہزاد سمیت کارکنانِ ختم نبوت کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔ قارئین سے مرحومہ کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اوراب اگراس میں کوئی تشویش وخلش ہوسکتی ہے تو اندیشۂ فراق محبوب کی تو ہوسکتی ہے، ورنہ زندگی کا کوئی لمحہ بھی تشویش وپریشانی سے آلودہ نہیں رہ سکتا! اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ بندۂ عقل کو کبھی راحت نہیں مل سکتی اور بندہٗ خدا کو کبھی قلبی پریشانی نہیں ہوسکتی۔

’’اَلاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب‘‘ (سورۃ الرعد:28)

ترجمہ:’’آگاہ رہو کہ اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔‘‘

مغروران عقل (عقل کے ہاتھوں دھوکہ میں مبتلا سائنس دان ودانش ور وغیرہ) تجویز کا راستہ اختیار کرتے ہیں تو ہمیشہ نامراد رہتے ہیں!!! اورخاکساران حق تفویض کی راہ چلتے ہیں تو ہمیشہ کام یاب ہوتے ہیں!!!

پس دنیا والوں کی انتہائی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اسباب راحت کوراحت اوراسباب مصیبت کومصیبت سمجھ رکھا ہے، اس لئے دنیا کو اسباب ووسائل سے بھرنے پر تلے ہوئے ہیں!! حالاں کہ یہی راستہ زندگی کی تشویشات اور بے چینیوں کا ہے، جس میں ایک لمحہ کے لئے راحت میسرنہیں آسکتی، وہ اس راہ میں جتنا بھی حصولِ راحت اور دفعیہ مصائب کی جدوجہد کرتے رہیں گے اتنا ہی راحت سے دور اور قلبی سکون سے بعیدتر ہوتے چلے جائیں گے!!!

حصولِ راحت کا راستہ صرف ایک ہی ہے کہ (اپنی عقل کے زورپر) آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے لوٹ کرخدا سے معاملہ صاف اورر ابطہ قوی کیا جائے! اور اسی سچے خدا کا سہارا پکڑا جائے جسے چھوڑ کر ہم (بھٹکے اور) بہت آگے نکل آئے ہیں، ورنہ زندگی کے پُرسکون ہونے کا او رکوئی راستہ نہیں، نہ کبھی ہوا! اورنہ ہوگا!!!

اس لئے آج کی پریشان حال اورابتر دنیا اگرفی الحقیقت ایک خوش وخرم اورپُرسکون زندگی چاہتی ہے تو اپنا رخ بدلے اوربم چلانے، ایٹم بم بنانے، جہاز اُڑانے اور سیارات چھوڑنے میں راحت وسکون تلاش کرنے کے بجائے خداوند کریم کی بارگاہ کی طرف توجہ کرے اوراس کے بھیجے ہوئے مستند قانون کو اختیار کرے کہ اس بارگاہ سے نہ کبھی کوئی مایوس لوٹا ہے، نہ لوٹے گا!!! اوراس سے کٹ کر نہ کبھی کوئی کام یاب ہوا ہے، نہ ہوگا!!!

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر وگبر وبت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار گر توبہ شکستی باز آ

(واپس لوٹ آ واپس لوٹ آ، جو کچھ بھی ہے تو واپس لوٹ آ، اگر کافر ہے، آتش پرست ہے، بت پرست ہے تو بھی واپس لوٹ آ، یہ ہماری بارگاہ ناامیدی والی بارگاہ نہیں ہے، سومرتبہ اگر تو نے توبہ توڑ دی ہے تو پھر بھی لوٹ آ۔)

☆☆.................☆☆

ختم نبوت کانفرنس، جھنگ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت غلہ منڈی کے گراؤنڈ میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس ۸؍ستمبر ۲۰۲۲ء کو منعقد ہوئی، جس کی صدارت مقامی امیر مولانا سیّد مصدوق حسین شاہ مدظلہ نے کی، جبکہ مہمان خصوصی شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم مدظلہ تھے۔ کانفرنس سے معہد الفقیر کے شیخ الحدیث مولانا پیر حبیب اللہ، مولانا محمد سلمان، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا نور محمد ہزاروی سمیت کئی ایک حضرات نے خطاب کیا۔ مقررین نے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان، تاریخ ساز فیصلہ جس میں امت مسلمہ کی نوے سالہ جدوجہد کے بعد قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، اس فیصلہ اوراس کے پس منظر پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مقررین نے اس بات کا عہد کیا کہ عقیدۂ ختم نبوت اوراس سے متعلقہ قوانین کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ نیز مقررین نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے قائدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، خواجہ خواجگان مولانا خان محمد، آغا شورش کشمیری، علامہ احسان الٰہی ظہیر، حافظ عبدالقادر روپڑی، میاں طفیل محمد، مولانا عبیداللہ انور، مولانا تاج محمود، سیّد مظفر علی شمسی، علامہ عبدالستار خان نیازی، صاحبزادہ محمد احمد رضوی، قومی اسمبلی میں تحریک کی قیادت کرنے والی شخصیات مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، چوہدری ظہور الٰہی، پروفیسر غفور احمد رحمہم اللہ تعالیٰ سمیت تمام قائدین حزب اختلاف وسابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کی خدمت پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ شاعر ابن شاعر سیّد سلمان گیلانی، جناب طاہر بلال چشتی، جاوید برادران، حسن افضال صدیقی لاہور نے خوبصورت انداز میں نعتیہ کلام سے مجمع کے قلوب کو گرمایا۔ کانفرنس تقریباً دو بجے اختتام پذیر ہوئی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

نبی کریم ﷺ پر قاتلانہ حملے اور سازشیں

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نبوت صرف ۲۳ سال ہے۔ جن میں سے ابتدائی تین سال تو انتہائی خفیہ تبلیغ کے ہیں۔ باقی بیس سال میں اس محسن انسانیت پر کم وبیش اٹھارہ دفعہ قاتلانہ حملے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کے لئے سازشیں ہوتی رہیں۔

ان میں سے دس حملے یا سازشیں تو مشرکین مکہ سے تعلق رکھتی ہیں، تین یہود سے، تین بدوی قبائل سے، ایک منافقین سے اور ایک شاہِ ایران خسرو پرویز سے۔

لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری لے رکھی تھی لہٰذا دشمن کی ہر تدبیر ناکام ہوتی رہی اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہی غالب ہوئی اور اسلام کو باقی تمام اَدیان پر غلبہ حاصل ہوگیا۔ اسلام کے سارے دشمن مل کر بھی نہ اسلام کو ختم کر سکے اور نہ پیغمبر اسلام کو۔ دنیا کی تاریخ میں شاید آپ کو کوئی دوسری ہستی نہ مل سکے گی جس کو ختم کرنے کے لئے اتنی کثیر تعداد میں حملے اور سازشیں کی گئی ہوں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی اس ذمہ داری کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے ہر طرح کے شر سے محفوظ و مامون رہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر ان کی طرف سے دکھ اور ایذائیں سہتے رہے، البتہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جان سے ختم نہ کر سکے، پھر اس ذمہ داری کی اطلاع بھی آپ کو زندگی کے آخری دور میں دی گئی۔ مندرجہ بالا آیات ''وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ'' سورہ مائدہ کی آیت ہے جو مدنی دور کی آخری سورتوں میں سے ہے اور ترتیبِ نزولی کے لحاظ سے اس کا نمبر ۱۱۲ ہے۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ کو ہر موقع پر احتیاطی تدابیر سے کام

> اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری لے رکھی تھی لہٰذا دشمن کی ہر تدبیر ناکام ہوتی رہی اور بالآخر اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہی غالب ہوئی اور اسلام کو باقی تمام اَدیان پر غلبہ حاصل ہوگیا

لینا پڑتا تھا اور اذیت بھی برداشت کرنا پڑتی تھی۔

بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن کے مذموم ارادہ کی اطلاع بذریعہ وحی ہوجاتی تھی اور جب اس سے بچاؤ اور مدافعت آپ کے بس سے باہر ہوتی تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد شامل ہوجاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے بچاؤ کا کوئی نہ کوئی ذریعہ پیدا ہوجاتا تھا۔ ذیل میں ایسے واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

۱:... آپ ﷺ کی جان بچانے والے کی شہادت:

کوہ صفا پر اپنے 'اقرباء' کو دعوت دینے کے بعد جب آیت ''فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ'' (۱۵:۹۴) (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم دیا جاتا ہے، وہ کر گزریئے)۔

نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کعبہ میں جا کر توحید کا اعلان فرمایا۔ اس وقت تک مسلمانوں کی تعداد چالیس، پینتالیس سے زیادہ نہ تھی اور وہ چھپ چھپا کر وقت گزار رہے تھے۔ کفار کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلان مشرکین مکہ کی سب سے بڑی توہین کے مترادف تھا۔ چنانچہ دفعتاً ایک ہنگامہ بپا ہوگیا اور ہر طرف سے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پل پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب (حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پہلے خاوند سے بیٹے) حارث بن ابی ہالہ گھر میں موجود تھے۔ انہیں خبر ہوئی تو دوڑتے ہوئے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانا چاہا۔ اب ہر طرف سے ان پر تلواریں پڑنے لگیں اور وہ شہید ہوگئے۔ اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون جو بہایا گیا۔ (اصابہ فی احوال الصحابہ ذکر حارث بن ابی ہالہ، بحوالہ سیرت النبی، ج:۱،ص:۳۱۴)

۲:... ابوجہل کا ارادہ قتل:

یہ واقعہ مختصراً یوں ہے کہ ایک دن ابوجہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ”میں نے اللہ سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ کسی وقت جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ میں جائیں تو بھاری پتھر سے ان کا سر کچل دوں۔ تاکہ یہ روز کا جھگڑا ختم ہو۔ اس کے بعد چاہے تو تم لوگ مجھے بالکل بے یارومددگار چھوڑ دو کہ بنوعبدمناف مجھ سے جیسا جی چاہے سلوک کریں اور چاہے تو میری حفاظت کرو“

اس کے ساتھیوں نے کہا: ”واللہ! ہم تمہیں بے یارومددگار نہ چھوڑیں گے۔ لہٰذا تمہارا جو جی چاہے کر گزرو“ اس تجویز کے مطابق ابوجہل ایک بھاری پتھر لے کر کعبہ میں پہنچا اور مناسب موقع کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو ابوجہل پتھر لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا۔ مگر یکدم خوف زدہ ہوکر پیچھے ہٹنے لگا۔ اس کا رنگ اُڑا ہوا تھا اور وہ پتھر کو بھی مشکل ہی سے نیچے رکھ سکا۔ اس کے ساتھی بڑے متعجب تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

انہوں نے پوچھا: ”ابوالحکم! یہ کیا ماجرا ہے؟“

وہ کہنے لگا: ”جب میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بڑھ رہا تھا تو ایک مہیب شکل کا اونٹ مجھے نظر آیا۔ بخدا میں نے کسی اونٹ کی ایسی ڈراؤنی کھوپڑی، گردن اور ایسے ڈراؤنے دانت کبھی نہیں دیکھے، وہ اونٹ مجھے نگل جانا چاہتا تھا اور میں نے مشکل سے پیچھے ہٹ کر اپنی جان بچائی تھی۔“ (ابن ہشام، ص:۱: ۲۹۸۔۲۹۹، بحوالہ الرحیق المختوم ص:۱۵۱)

۳:... عقبہ بن ابی معیط کا ارادۂ قتل:

عقبہ بن ابی معیط ہر وقت اس تاک میں رہتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلا گھونٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام کردے اور ایسا موقع مشرکین کو اس وقت میسر آتا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز ادا کر رہے ہوں۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سخت ایذا پہنچائی وہ کیا تھی؟ تو انہوں نے اپنا چشم دید واقعہ یوں بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اپنی چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں ڈال کر اسے اس قدر بل دیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلا گھٹنا شروع ہوگیا۔ آنکھیں باہر آئیں اور قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام ہوجاتا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آن پہنچے انہوں نے زور سے عقبہ کو پرے دھکیل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھڑا دیا اور فرمایا:

”اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَاءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ۔“ (بخاری، کتاب المناقب، باب فضل ابی بکر نیز کتاب التفسیر سورۃ مؤمن)

ترجمہ: ”کیا تم ایک شخص کو محض اس لئے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، درآنحالے کہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نشانیاں بھی لے کر آیا ہے۔“ (۴۰:۲۸)

اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت میں مزید تفصیل یہ ہے کہ ”جب عقبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں چادر ڈال کر زور سے گھونٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے چیخ نکل گئی کہ ”اپنے ساتھی کو بچاؤ“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چیخ سن کر ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے آئے تھے اور جب حضرت ابوبکرؓ نے عقبہ کو دھکیل کر پرے ہٹا دیا، تو مشرکین حضرت ابوبکرؓ پر حملہ آور ہوگئے اور جب حضرت ابوبکرؓ واپس لوٹے تو ان کی اپنی یہ کیفیت تھی کہ ہم ان کی چوٹی کا جو بال بھی چھوتے تھے وہ ہماری چٹکی کے ساتھ چلا آتا تھا۔ (مختصر سیرت الرسول، ص:۱۳۰، بحوالہ الرحیق المختوم ص:۱۵۳)

۴:... حضرت عمرؓ کا اسلام لانے سے قبل آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ:

ایک دفعہ مشرکین مکہ کعبہ میں بیٹھے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی افتاد سے نجات حاصل کرنے کے سلسلہ میں غور وفکر کر رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوش میں آکر کہنے لگے کہ میں ابھی جاکر یہ جھنجٹ ختم کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر اس ارادہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ راہ میں ایک مسلمان نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ملے، انہوں نے پوچھا: ”عمر! آج کیا ارادے ہیں؟“

کہنے لگے: تمہارے پیغمبر کا کام تمام کرنے جاتا ہوں“۔ نعیمؓ کہنے لگے: ”پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو، تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہوچکے ہیں۔“

حضرت عمرؓ نے اسی غصہ کی حالت میں ان کے گھر کا رخ کیا۔ دروازہ بند تھا۔ اندر سے قرآن پڑھنے کی آواز آرہی تھی اور حضرت خبابؓ بن ارت انہیں قرآن کریم کی تعلیم دے رہے تھے۔ آپؓ نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے

دروازہ کھولا تو حضرت عمرؓ نے بے تحاشا اپنے بہنوئی کو پیٹنا شروع کردیا۔ ان کی بہن فاطمہ آڑے آگئیں تو اسے بھی مار مار کر لہولہان کردیا۔ فاطمہ کہنے لگیں: ’’عمر! اگر تم ہمیں مار بھی ڈالو تو بھی ہم اسلام کو چھوڑ نہیں سکتے۔‘‘

بہن کی اس بات پر آپ کا دل پسیج گیا۔ کہنے لگے: اچھا مجھے بھی یہ کلام سناؤ۔ قرآن کریم سننے کے بعد آپ کے دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ وہاں سے اٹھے اور سیدھے دارِارقم کی طرف چل پڑے۔ گو تلوار بدستور گردن میں حمائل تھی مگر ارادہ بدل چکا تھا۔ دارِ ارقم پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ مسلمانوں نے دراڑ سے دیکھا کہ عمر تلوار سنبھالے دروازے پر کھڑے ہیں۔ جس سے مسلمان کچھ سہم گئے۔ حضرت حمزہؓ وہاں موجود تھے۔ کہنے لگے کہ دروازہ کھول دو۔ اگر عمر کسی برے ارادے سے آیا ہے تو اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور عمر کا دامن کھینچ کر پوچھا: ’’عمر! کس ارادہ سے آئے ہو؟‘‘

حضرت عمرؓ نے بڑے ادب سے کہا کہ اسلام لانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ چنانچہ سب کے سامنے آپ نے کلمہ پڑھا، تو سب مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ گویا حضرت عمرؓ کا ارادہ قتل ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام لانے کا سبب بن گیا۔ (سیرت النبی، ج:۱،ص:۸۲۲، بحوالہ طبقات ابن سعد و ابن عساکر و کامل لابن الاثیر)

آپ ﷺ کے قتل کی اجتماعی کوششیں:

۵:... مقاطعہ شعبِ ابی طالب:

اس مقاطعہ کا تذکرہ سیرت کی کتابوں میں تفصیل سے ملتا ہے۔ جس میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس معاشرتی بائیکاٹ کا اصل محرک ابوجہل تھا اور اس مقاطعہ کی شرائط یہ تھیں کہ بنوہاشم اور بنو عبدِمناف سے نہ کوئی لین دین کیا جائے، نہ بول چال رکھی جائے گی اور نہ ہی رشتہ ناطہ کیا جائے گا۔ تا آنکہ یہ لوگ مجبور ہوکر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ نہ کردیں۔

یہ یک طرفہ تحریر وادیٔ محصب (بخاری، کتاب التوحید، باب فی المشیۃ والارادۃ) میں جمع ہوکر لکھی اور کعبہ کے دروازہ پر آویزاں کردی گئی۔ اب اس حوالگی کا مطلب تو سب جانتے ہیں کہ اس سے مشرکین مکہ کی مراد اسلام اور پیغمبر اسلام سب کو ختم کردینا تھا۔ تین سال کے صبر آزما اور پرمشقت دور کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس تدبیر کو بھی ناکام بنادیا۔

۶:... قتل کے ارادہ سے ابوطالب سے سودابازی:

جب قریشی سرداروں کو یہ یقین ہوگیا کہ ابوطالب اپنے بھتیجے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت سے کسی صورت بھی دستبردار ہونے کو تیار نہیں تو انہوں نے ایک نہایت گھناؤنی سازش سے حضرت ابوطالب کو فریب دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سکیم تیار کی۔ چند قریشی سردار مکہ کے رئیس اعظم ولید بن مغیرہ کے بیٹے عمارہ کو ہمراہ لے کر ابوطالب کے پاس پہنچے اور کہا: ’’یہ قریش کا سب سے بانکا اور خوبصورت نوجوان ہے۔ آپ اسے اپنی کفالت میں لے لیں اور اپنا متبنّیٰ بنالیں۔ اس کی دیت اور نصرت کے آپ حقدار ہوں گے اور اس کے عوض آپ اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالہ کردیں۔ جو ہمارے آباؤ اجداد کے دین کا مخالف اور ان کو احمق قرار دیتا ہے اور قوم کا شیرازہ منتشر کردیا ہے۔ ہم اسے قتل کردینا چاہتے ہیں اور یہ ایک آدمی کے بدلے ایک آدمی کا حساب ہے۔‘‘

ابوطالب کہنے لگے: ’’واللہ! یہ کتنا برا سودا ہے، جس کی تم مجھے ترغیب دینے آئے ہو۔ تم چاہتے ہو کہ میں تو تمہارے بیٹے کو کھلاؤں پلاؤں اور پالوں پوسوں اور اس کے عوض تم میرا بیٹا مجھ سے لے کر اسے قتل کردو۔ واللہ! یہ ناممکن ہے۔‘‘

اس پر مطعم بن عدی ابوطالب سے کہنے لگا: ’’بخدا تم سے تمہاری قوم نے انصاف کی بات کہی ہے مگر تم تو کسی بات کو قبول ہی نہیں کرتے۔‘‘

ابوطالب کہنے لگے: ’’بخدا یہ انصاف کی بات نہیں ہے۔ بلکہ مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی میرا ساتھ چھوڑ کر میرے مخالفین سے مل گئے ہو۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو ٹھیک ہے جو چاہو کرو۔‘‘ (ابن ہشام، ۱:۲۶۶،۲۶۷، بحوالہ الرحیق المختوم، ص:۱۴۵) ابوطالب کے اس جواب سے مایوس ہوکر قریش کا یہ مجمع منتشر ہوکر چلا گیا۔

۷:... وہ مشورۂ قتل جو ہجرت کا سبب بنا:

اس مجلس مشاورت میں ابلیس خود بھی شامل ہوا تھا اور طے یہ پایا تھا کہ مختلف قبائل کے گیارہ آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کریں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح گھر سے نکلیں تو یکبارگی حملہ کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ کردیں۔ اس مشاورت کی اطلاع بھی اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔ لہٰذا نہایت خفیہ طور پر ہجرت کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار و مشرکین مکہ کے شر سے بال بال بچ گئے اور ان لوگوں کا یہ منصوبہ بھی ناکام ہوگیا۔

۸:... ہجرت کے بعد گرفتاری یا قتل پر سو

اونٹ انعام کی پیشکش:

اس بھاری انعام کے لالچ میں لوگ فرداً فرداً بھی اور ٹولیاں بن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔ ایک ٹولی تو نقوش پا کا سراغ لگاتے لگاتے غارِ ثور کے دہانہ تک بھی پہنچ گئی۔ وہ اس قدر قریب ہو گئے تھے کہ اگر وہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نظر پڑ سکتی تھی۔ اس موقع پر بھی صبر و ثبات کے اس پیکرِ اعظم میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی۔ انفرادی طور پر تعاقب کرنے والوں میں سراقہ بن مالک کا واقعہ خاص طور پر قابل ذکر ہے جس نے فی الواقع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جالیا تھا۔ مگر قریب پہنچنے سے پیشتر اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ پھر دوسری بار اور پھر تیسری بار بھی ٹھوکر کھائی۔ سراقہ سمجھ گئے کہ اس کی خیر اسی میں ہے کہ وہ ان کے قریب نہ جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر جو سراقہ کو دیکھا تو دعا کی: ”اے اللہ! اسے گرا دے“ چنانچہ اس کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ہجرۃ النبی)

9:... عمیر بن وہب جمحی کا مشورہ قتل، ۲ ہجری:

عمیر بھی ان شیاطین میں سے تھا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں پہنچانے میں پیش پیش تھے۔ جنگِ بدر میں اس کا بیٹا وہب گرفتار ہو کر مسلمانوں کی قید میں چلا گیا تو یہ شخص غصے سے بے تاب ہو گیا اور انتقام لینے کا تہیہ کر لیا۔ ایک دن عمیر نے حطیم میں بیٹھ کر صفوان بن امیہ کے کنویں میں پھینکے جانے والے مشرک مقتولین کی افتاد کا ذکر کیا۔ تو صفوان کہنے لگا: ”واللہ! اب تو جینے کا کچھ مزہ نہیں۔“

عمیر کہنے لگا: ”اگر میرے سر پر قرض نہ ہوتا اور میرے اہل و عیال نہ ہوتے تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر اسے قتل کر ڈالتا۔“

صفوان کہنے لگا: ”تمہارے قرض کی ادائیگی بھی میرے ذمہ رہی اور بال بچوں کی نگہداشت بھی۔ اگر میرے پاس کچھ کھانے کو ہوا تو انہیں بھی ضرور ملے گا۔“

عمیر نے کہا: ”اچھا! پھر اس بات کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھنا“ اور صفوان نے اس کا اقرار کر لیا۔

اب عمیر نے اپنی تلوار کو زہر آلود کرایا اور مدینہ جا کر مسجدِ نبوی میں پہنچ گیا۔ حضرت عمرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب گلے میں تلوار حمائل کئے آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت چاہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسے آنے دو۔“

تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے از راہِ احتیاط اس کی تلوار کا پرتلا لپیٹ کر پکڑ لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ”اس کی تلوار چھوڑ دو“ پھر عمیر سے پوچھا: ”بتلاؤ کیسے آنا ہوا؟“ عمیر کہنے لگا: ”میرا بیٹا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قید میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم احسان فرما دیجئے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر یہی بات ہے تو پھر تلوار کیوں حمائل کر رکھی ہے؟“ کہنے لگا: ”یہ تلواریں پہلے بھلا کس کام آئیں؟“

... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ٹھیک ٹھیک بات بتلاؤ، ادھر ادھر کی مت ہانکو۔“

اور پھر جب عمیر نے وہی پہلی بات دہرا دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بات یہ نہیں، بلکہ تم مجھے قتل کرنے کے ارادہ سے آئے ہو۔ تم نے اور صفوان بن امیہ نے حطیم میں بیٹھ کر یہ یہ مشورہ کیا۔ صفوان نے تمہارے قرض اور بال بچوں کی نگہداشت کی ذمہ داری قبول کی اور تم مجھے قتل کرنے یہاں آ گئے۔ لیکن یاد رکھو کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے۔“

عمیر کو خیال آیا کہ یہ معاملہ ایسا تھا کہ جس کا صفوان کے علاوہ کسی کو بھی علم نہ تھا، اسے کس نے بتلایا؟ یقیناً یہ نبی ہی ہو سکتا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کلمہ شہادت کا اقرار کیا اور مسلمان ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”اپنے بھائی کو دین سمجھاؤ، قرآن کریم پڑھاؤ اور اس کے بیٹے کو آزاد کر دو۔“

ادھر صفوان نے مکہ میں مشہور کر رکھا تھا کہ میں عنقریب تم لوگوں کو ایک خوشخبری سناؤں گا۔ مگر اس کے بجائے جب اسے عمیر کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی تو غصہ سے جل بھن گیا اور اس نے قسم کھالی کہ آئندہ وہ عمیر سے نہ کوئی بات کرے گا، نہ ہی اسے کسی قسم کا نفع پہنچائے گا۔ عمیرؓ اسلام سیکھ کر چند دن مکہ آئے اور یہاں آ کر دعوت کا کام شروع کر دیا اور ان کے ذریعہ بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ (ابن ہشام،۱:۶۶۱ تا ۶۶۳، بحوالہ الرحیق المختوم ص:۲۳۷)

(جاری ہے)

میلادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اکابر اہل سنت والجماعت دیوبند کا مسلک ومشرب

مولانا مفتی محمد سفیان بلند

یہ موضوع جتنا اہم ہے اتنا ہی نازک ہے، اس پر گفتگو کرنا اور سمجھنا ضروری بھی ہے اور اس میں اعتدال بھی ضروری ہے، چناں چہ موضوع ہذا پر شرعی اعتبار سے چند امور پیش خدمت ہیں:

زیر بحث عنوانات:

اس موضوع کو جاننے اور سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل عنوانات کی شرعی نوعیت جاننا ضروری ہے:

۱:...بدعت کی تعریف و اقسام اور ان کا حکم۔

۲:...امور کب بدعت بنتے ہیں اور دینی و دنیاوی امور کے لیے منعقد کی جانے والی تقریبات کی شرعی نوعیت۔

۳:...محفل ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مروجہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق۔

۴:... اکابر علمائے اہل السنۃ و الجماعۃ دیوبند کا مزاج اور مشرب۔

ان سب پر الگ الگ گفتگو کی ضرورت ہے تاکہ مسئلہ کی نوعیت واضح ہو۔

بدعت کی تعریف واقسام اور ان کا حکم

بدعت کی تعریف یہ ہے:

جو چیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معروف ومنقول ہے اس کے خلاف کا اعتقاد رکھنا ضد و عناد کے ساتھ نہیں بلکہ کسی شبہ کی بنا پر۔

(درمختار مع حاشیہ شامی ۱/۵۶۰ طبع جدید)

علامہ شامی رحمہ اللہ نے علامہ شمنی رحمہ اللہ سے اس کی تعریف ان الفاظ میں نقل کی ہے:

”جو علم، عمل یا حال اس حق کے خلاف ایجاد کیا جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، کسی قسم کے شبہ یا استحسان کی بنا پر اور پھر اسی کو دین قویم اور صراطِ مستقیم بنالیا جائے وہ بدعت ہے۔“

خلاصہ یہ کہ دین میں کوئی ایسا نظریہ، طریقہ اور عمل ایجاد کرنا بدعت ہے جو:

☆......طریقہ نبوی کے خلاف ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ قولاً ثابت ہو، نہ فعلاً، نہ صراحۃً، نہ دلالۃً نہ اشارۃً۔

☆......جسے اختیار کرنے والا مخالفت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض سے بطورِ ضد وعناد اختیار نہ کرے، بلکہ بزعم خود ایک اچھی بات اور کارِ ثواب سمجھ کر اختیار کرے۔

☆......وہ چیز کسی دینی مقصد کا ذریعہ و وسیلہ نہ ہو بلکہ خود اسی کو دین کی بات سمجھ کر کیا جائے۔

بدعت کی اقسام:

بدعت کی دو قسمیں ہیں:

ایک بدعت شرعیہ، دُوسری بدعت لغویہ!

بدعت شرعیہ:

کسی ایسی چیز کو دین میں داخل کرلیا جائے جس کا کتاب وسنت، اجماع امت اور قیاس مجتہد سے کوئی ثبوت نہ ہو، یہ بدعت ہمیشہ بدعت سیئہ ہوتی ہے، اور یہ شریعت کے مقابلے میں گویا نئی شریعت ایجاد کرنا ہے۔

بدعت لغویہ:

وہ چیزیں ہیں جن کا وجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نہیں تھا اور بعد میں زمانے کی جائز ضرورت کے تحت ان کو شروع کیا گیا اور اس کو دین نہیں کہا جاتا جیسے ہر زمانے کی ایجادات اور ضرورت کے مطابق تعلیمی نظام وغیرہ۔

چنانچہ جس بدعت کی حدیث شریف میں مذمت آئی ہے، وہ صرف ایک ہی قسم ہے یعنی بدعت شرعیہ اور اسی کی بابت ارشاد ہے: ”کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار۔“

اقسام بدعت کے احکام:

چنانچہ معلوم ہوا کہ بدعت کی بعض اقسام امور مباح سے ہیں جیسے ہوائی جہاز کا سفر کرنا وغیرہ اور ان میں جو چیزیں کسی اور مستحب کا ذریعہ ہوں وہ مستحب ہیں، جو کسی امر واجب کا ذریعہ ہوں وہ واجب ہیں، مثلاً صرف ونحو وغیرہ علوم کے بغیر کتاب وسنت کو سمجھنا ممکن نہیں، اس لئے ان

علوم کا سیکھنا واجب ہوگا (اوران امور واجبہ کوعہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہی اختیار کیا گیا تھا، جو کہ مستقل دلیل ہے) اسی طرح جو امور منکرات اورخرافات کا سبب بنیں گے وہ واجب الترک بھی ہوں گے۔ (مستفاد: فتاویٰ یوسفی وفتاویٰ محمودیہ)

ہمارے عرف میں بدعت کی اقسام (بدعت حسنہ و بدعت سیئہ) بھی اسی نوعیت کی ہے کہ بدعت لغویہ کو بدعت حسنہ اور بدعت شرعیہ کو بدعت سیئہ کہتے ہیں، چنانچہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے بعض امور کو بدعت کہنا اسی بدعت لغویہ و بدعت حسنہ کے قبیل سے ہے! جبکہ ناجائز بدعت تو صرف اصطلاحی وشرعی بدعت ہے جس کو بدعت سیئہ کہا جاتا ہے۔

خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کا طرز عمل بدعت نہیں:

اوپر کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ جو چیز خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں قولاً، فعلاً، صراحتاً یا اشارتاً داعیہ اور ضرورت کے پیش نظر جاری کی گئی وہ بدعت نہیں ہے، بلکہ وہ خلفاء راشدین کی سنت ہے جو شرعاً عبادت اور کار ثواب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ایسے عمل کا عبادت اورسنت ہونا ثابت ہے، لہٰذا منظّم طریقہ سے رمضان المبارک میں باجماعت بیس رکعت تراویح کا قیام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے، جس کی اتباع ہر مسلمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے بموجب واجب ہے، اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں غائبین کی ضرورت کے پیش نظر جمعہ کی اذان اول کا سلسلہ شروع کیا گیا جو خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سنت ہے جس کو لازم پکڑنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ہدایت فرمائی ہے۔

☆......امور کب بدعت بنتے ہیں اور دینی و دنیاوی امور کے لئے منعقد کی جانے والی تقریبات کی شرعی نوعیت۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ’’جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔‘‘

یہاں حدیث میں (دین حکم میں) فرمایا گیا ہے نہ کہ (دینی فائدہ کے لئے) جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ جس عمومی امر یا کام کو دین سمجھ کر کیا جائے گا (جو اوپر ذکر کردہ شرعی نوعیت سے خارج ہو) وہ بدعت ہوگا، مثال کے طور پر گاڑی پر سوار ہوکر مسجد جانا تو یہاں دو عمل ہیں:

ایک: گاڑی پر سوار ہونا،

دوسرا: مسجد جانا،

اب گاڑی پر سوار ہونا ایک سبب معین ہے کہ اس کے ذریعہ ایک نیک عمل مطلوب ہے مگر اس گاڑی پر سوار ہونے کو عبادت نہیں سمجھا جاتا، ہاں! مسجد جانا ثواب کا کام ہے کہ اس کے فضائل ہیں، اب کوئی گاڑی پر ہی سوار ہونے کو لازم قرار دے تو اس کو ’’فیۃ مــرنــا‘‘ کہا جائے گا اور اگر گاڑی ایک دینی فائدہ کے لئے بطور ضرورت ہے تو یہ ’’لأمرنا‘‘ کے تحت مباح ہے۔

اسی سے دینی و دنیاوی تقریبات کی شرعی حیثیت واضح ہوئی کہ اگر وہ دینی تقریبات مندوب یا مباح درجہ کی ہیں، تو ان کا حکم وہی ہوگا اور پھر ان کی مثال ’’ظرف‘‘ کی ہے اور ان میں کئے جانے والے اعمال کی حیثیت ’’مظروف‘‘ کی ہے، اب ’’مظروف‘‘ کی وجہ سے ’’ظرف‘‘ کی شرعی حیثیت دیکھی جائے گی، ہاں! اگر ظرف کو ہی مستقل عبادت کہا جانے لگے اور اس کے ترک پر وعید بیان کی جائے تو پھر یہ احداث فی الدین ہوگا، اور اگر یہ تقریبات صرف احداث للدین کا سبب ہوں اور اس سے صرف دینی فائدہ مقصود ہو مگر اس کو اصلِ دین نہ کہا جائے بلکہ معاونِ دین سمجھ کر اس میں کئے جانے والے عمل کو دین کہا جائے بشرطیکہ جملہ منکرات شرعیہ اور خرافات و رسومات سے خالی ہو (کہ یہ بھی سبب بن جاتا ہے کہ امر مباح کے امر منکر بننے میں) تو اس صورت میں یہ تقریبات جائز ہیں اور مستحسن ہیں، چنانچہ اسی کی مثالیں جلسہ سیرت النبی اور دینی اجتماعات مثلاً تبلیغی اجتماعات وختم بخاری کے اجتماعات ہیں، یہی وہ ’’لطیف فرق‘‘ ہے جس کی طرف اکابر اہل سنت و الجماعت دیوبند کے حضرات نے رہنمائی کی ہے اور یہی بات حضرت شیخ الاسلام زید مجدہم نے اپنے بیان میں ذکر فرمائی۔

۳:...محفل ذکر میلاد النبی اور مروجہ جشن عید میلاد النبی میں فرق:

یہاں دو باتیں سمجھ لیں کہ اس میں دو چیزیں ہیں:

ذکرِ میلاد اور عید میلاد:

☆......ذکر میلاد نبوی بعینہ ذکر سیرت نبوی کی طرح ہے، حاشا وکلّا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ

کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے، وہ تمام حالات جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی نسبت ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔(مستفاد: فتاویٰ خلیلیہ)

☆......عید میلاد یعنی یوم ولادت کو عید کا دن بنا کر رسومات و بدعات کے ساتھ محفل میلاد قائم کرنا، واضح رہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں، اُن کیفیات سے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ان اہل قرون ثلثہ کے طریقہ کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی شہادت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، اُن عقیدوں سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں، ان آداب کے ساتھ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اُس سیرت کے مخالف نہ ہوں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ”ما أنا علی و صحابی“ کے مصداق ہے، ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سب خیر و برکت ہیں، بشرطیکہ صدق نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جائے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکار حسنہ کے ذکر حسن ہے، کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں، پس جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دے گا۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ ”اکابر اہل السنۃ و الجماعۃ دیوبند ذکرِ ولادت شریفہ کے منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس کے ساتھ مل گئے ہیں۔“ جیسا کہ بعض علاقوں کی مجالس میلاد میں موضوع روایات بیان ہوتی ہیں، مردوں و عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، چراغوں کے روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں جو فضول خرچی ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ ہو، اس پر طعن و تکفیر ہوتی ہے، اس کے علاوہ اور منکرات شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلس میلاد خالی ہو، پس اگر کوئی مجلس میلاد ان منکرات سے خالی ہو تو اکابر اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے ہاں یہ ذکر ولادت شریفہ ہرگز ناجائز اور بدعت نہیں۔(مستفاد: فتاویٰ خلیلیہ)

بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین حضرت مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہم لکھتے ہیں:

”میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں اور جلوس کا محرمات، مکروہات سے پاک ہونا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی محبت کا ثبوت ہے کہ آپ کی بعثتِ مبارکہ کا مقصد ظلمت و جہالت کو دور کرنا اور احکامِ الٰہی کا پابند بنانا ہے، لوگوں کی رذیل صفات کو حسنِ اخلاق میں بدل دینا ہے، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن کا اکرام انہی شرعی تقاضوں کے مطابق ہونا چاہیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مجالس میں نظر آتے ہیں اس سے ہٹ کر کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب دعویٰ عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔“میلاد النبی کے جلوس نہ ضروریاتِ دین سے ہیں اور نہ ہی ضروریاتِ مسلک اہل السنّت والجماعت سے، البتہ یہ برصغیر میں شعائرِ اہل سنت سے ہیں، یہ اگر محرمات، بدعات اور منکرات سے پاک ہوں تو زیادہ سے زیادہ استحباب و استحسان کے درجے میں قرار دیا جاسکتا ہے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ ”تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔“ (شرح السنۃ للبغوی)

حدیث کا واضح مفہوم یہی ہے کہ کامل ایمان کی علامت یہ ہے کہ انسان کا ہر قول و فعل، معاملات و معمولات اور خواہشات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق ہونی چاہئیں۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے دینی امور کو قرآن و سنت میں بیان کردہ حقائق کی روشنی میں طے کرنے کے بجائے اپنی وضع کردہ عقیدتوں اور خواہشات کی نذر کردیتے ہیں اور عقیدے و عقیدت کا تعین ایک ایسا طبقہ کرتا ہے جو دینی فہم سے عاری و نابلد ہے، محافلِ میلاد کے نام پر مقدس محافل کی آڑ میں بڑے بڑے کاروبار کیے جارہے ہیں بعض مقامات پر نعت خوانوں اور شعلہ بیان مقررین (جن کی اکثریت موضوع روایات کا سہارا لیتی ہے) کی ایجنٹوں کے ذریعے لاکھوں میں بکنگ ہورہی ہے، کسی زمانے میں شہر بھر میں سیاسی لیڈروں کی بڑی بڑی قد آور تصاویر لگائی جاتی تھیں، اب واعظین اور نعت خواں حضرات کی تصاویر صرف بازاروں اور چوراہوں تک محدود نہیں، بلکہ مساجد کے صدر دروازوں پر بھی آویزاں نظر آتی ہیں، انگلینڈ سے فون آیا کہ اب پیر صاحبان کی تصاویر مساجد کے اندر آویزاں کی جارہی ہیں، ہمیں حال ہی میں سوشل میڈیا پر ایک بارلیش پیر کو جبے قبے کے ساتھ غیر محرم جوان عورتوں کے ساتھ بلاحجاب رقص کرتے ہوئے دکھایا، وہ ان کے ہاتھ پکڑے ہوئے نظر آتے ہیں کبھی وہ انھیں بوسہ دیتی ہیں، یہ حرام ہے، جب

ابتذال اس حد تک پہنچ جائے تو علمائے کرام کو تمام مصلحتوں سے بالاتر ہو کر شدت کے ساتھ اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے۔ (مطبوعہ: روزنامہ جنگ کراچی، ۲۵؍دسمبر ۲۰۱۵ء)

یہ وہی نکتہ نظر ہے جو شروع دن سے حضرات اکابر اہل سنت و الجماعت دیوبند حضرات فرماتے رہے کہ جو امر ضروریات دین میں سے نہیں ہے، اس کو ضروریات دین (احداث فی الدین) کا درجہ دیکر ایسے خرافات وجود میں آئے کہ الامان و الحفیظ! باقی نفس محفل ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو بہرحال جائز، مستحسن اور امر مندوب ہے اور شمائل نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی روایات خود اس پر دلیل ہیں جن کا تذکرہ مقدس ہماری مجالس کے لئے عطر اور مہک کا ذریعہ ہے۔

اکابر علمائے اہل سنت والجماعت دیوبند کا مزاج اور مشرب:

اس مسئلے کی وضاحت کے لئے چند امور ملحوظ رکھئے:

اوّل: اس میں تو نہ کوئی شک وشبہ ہے نہ اختلاف کی گنجائش کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکار مقدس اعلیٰ ترین مندوبات میں سے ہے، اور اس میں بھی شبہ نہیں کہ ''میلاد'' کے نام سے جو محفلیں سجائی جاتی ہیں، ان میں بہت سی باتیں ایسی ایجاد کرلی گئی ہیں جو حدود شرع سے متجاوز ہیں، یعنی مروجہ میلاد دو چیزوں کا مجموعہ ہے:

''مستحب ومندوب، یعنی تذکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔''

☆...... وہ خلاف شرع خرافات جو اس کے ساتھ چسپاں کردی گئی ہیں اور جن کے بغیر میلاد کو میلاد ہی نہیں سمجھا جاتا، گویا ان کو ''لازمہ میلاد'' کی حیثیت دے دی گئی ہے۔

دوم: جو چیز اپنی اصل کے اعتبار سے مباح یا مندوب ہو، مگر عام طور سے اس کے ساتھ قبیح عوارض چسپاں کرلئے جاتے ہوں، اس کے بارے میں کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے؟ اس میں ذوق کا اختلاف ایک فطری چیز ہے، جس کی نظر نفس مندوب پر ہوگی اس کا ذوق یہ فیصلہ کرے گا کہ ان عوارض سے تو بے شک احتراز کرنا چاہیئے، مگر نفس مندوب کو کیوں چھوڑا جائے، بخلاف اس کے جس کی نظر عوام کے جذبات ورجحانات پر ہوگی اس کا فتویٰ یہ ہوگا کہ خواص تو ان عوارض سے بلاشبہ احتراز کریں گے، لیکن عوام کو ان عوارض سے روکنا کسی طرح ممکن نہیں، اس لئے عوام کو اس سیلاب سے بچانے کی یہی صورت ہے کہ ان کے سامنے بند باندھ دیا جائے، یہ دونوں ذوق اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں، اور ان کے درمیان حقیقی اختلاف نہیں، کیونکہ جو لوگ جواز کے قائل ہیں وہ نفس مندوب کے قائل ہیں، خلاف شرع عوارض کے جواز کے وہ بھی قائل نہیں، اور جو عدم جواز کے قائل ہیں وہ بھی نفس مندوب کو ناجائز نہیں کہتے، البتہ خلاف شرع عوارض کی وجہ سے ناجائز کہتے ہیں۔

سوم: اس ذوقی اختلاف کے رونما ہونے کے بعد لوگوں کے تین فریق ہوجاتے ہیں:

ایک فریق تو ان بزرگوں کے قول وفعل کو سند بنا کر اپنی بدعات کے جواز پر استدلال کرتا ہے۔ دوسرا فریق خود ان بزرگوں کو مبتدع قرار دے کر ان پر طعن وملامت کرتا ہے۔

تیسرا فریق کتاب وسنت اور ائمہ مجتہدین کے ارشادات کو سند اور حجت سمجھتا ہے، اور ان کے بزرگوں کے قول وفعل کی ایسی توجیہ کرتا ہے کہ ان پر طعن و ملامت کی گنجائش نہ رہے، اور اگر بالفرض کوئی توجیہ سمجھ میں نہ آئے تب بھی یہ سمجھ کر کہ یہ بزرگ معصوم نہیں ہیں، ان پر زبان طعن دراز کرنے کو جائز نہیں سمجھتا، پہلے دونوں مسلک افراط وتفریط کے ہیں اور تیسرا مسلک اعتدال کا ہے۔

ہماری گفتگو ''میلاد'' کے ان طریقوں میں ہے جن کا تماشا دن رات اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، اس میلاد کو تو کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا جائز نہیں کہہ سکتا۔

بہرحال صحیح اور اعتدال کا مسلک وہی ہے جو اوپر ''تیسرے فریق'' کا گزرا اور ''وہی حضرات اکابر اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند نے اختیار کیا ہے۔'' (مستفاد: فتاویٰ یوسفی)

خلاصہ یہ کہ ہمارے ہاں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا محفل ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ماہ ربیع الاول میں جلسہ کرانا اور اس میں مقررین حضرات کو مدعو کر کے سیرت واصلاحی بیانات کرانا باعث اجر وثواب ہے، اس کا تجربہ بھی ہو چکا ہے کہ ان بیانات سے عوام کو بہت زیادہ دینی فائدہ ہوتا ہوا نظر آیا ہے لیکن مروجہ بدعات سے کلی اجتناب کیا جائے اور اس کے لئے کسی خاص دن کو متعین نہ کیا جائے بلکہ کئی کئی روز یا ہر ماہ میں کئی بار اور سال بھر میں متعدد پروگرام ہوا کریں تو زیادہ بہتر ہے، بشرطیکہ اس میں نام ونمود اور شہرت وتفاخر نہ ہو کہ اس وقت یہ محافل ممنوع اور بدعت سیئہ ہوں گی۔ ☆☆☆

خطاب: مولانا قاضی احمد نورانی مدظلہ

(صدر جمعیت علماء پاکستان سندھ، نورانی گروپ)

بموقع: تحفظ ختم نبوت کانفرنس، یکم ستمبر۲۰۲۲ء بروز جمعرات باغ جناح، مزار قائد کراچی

خطبہ مسنونہ کے بعد: اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَۃٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌo (المائدہ:۳)

میں اسٹیج پر موجود تمام اکابرین بالخصوص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر ذمہ داران کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ ان کی شب وروز کی کاوشیں رنگ لائیں اور ایک بار پھر غلامانِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کردیا کہ یہ شہر کراچی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالوں کا تھا، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالوں کا ہے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالوں کا رہے گا۔ سیلاب کی تباہ کاریاں ہوں یا حوادث زمانہ کا کوئی انداز ہو نیرنگیٔ سیاست کا کوئی رنگ ہو لیکن تحفظ ختم نبوت کے کارکنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا اقرار بھی کرتے رہیں گے اور اظہار بھی کرتے رہیں گے۔

حاضرین محترم! آج یکم ستمبر ہے چلو چلتے ہیں، اس تاریخ کی طرف جب ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت پاکستان کی دوسری تحریک ختم نبوت اپنے عروج پر ہے، قادیانی یہ سمجھ رہے ہیں کہ انہوں نے حکمرانوں تک رسائی حاصل کرلی ہے، وہ ایمان والوں کا ورغلانے کا کام کرتے رہیں گے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید اب پاکستان میں کبھی ان کے خلاف غلامانِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح متحد نہیں ہوں گے، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم کہ پاکستان کے غیور مسلمانوں نے علامہ شاہ احمد نورانیؒ، مفتی محمودؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہریؒ، جیسے اکابرین کو قومی اسمبلی کے اندر بھیجا تو انہوں نے وہ فریضہ سرانجام دیا جو امت ہمیشہ یاد رکھے گی اور ۷؍ستمبر۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

عزیزانِ من! ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت، ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت، ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ اور اس کے بعد بے شمار تحریکیں یہ بتارہی ہیں کہ پاکستان میں بسنے والے کروڑوں عاشقان رسول ہمیشہ مذہبی قیادت کے ساتھ ہیں وقت کے ساتھ ساتھ حالات تبدیل ہوتے رہتے ہیں، لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے رہتے ہیں لیکن جب بھی علماء کرام ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر یکجا ہوئے تو عوام نے ان کا ساتھ دیا۔ آج المیہ ہے کہ دینی قوتوں کی قوتِ مزاحمت کمزور پڑرہی ہے باطل بغلیں بجارہا ہے۔

آج پاکستان میں اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا جارہا ہے، آج میڈیا کو عریانی اور فحاشی کی آزادی دے دی گئی ہے، آج مسلّمہ عقائد پر ایک بار پھر حملہ ہورہا ہے۔ ہمیں بیدار رہنا ہوگا ہمیں اپنے اکابر کے کارناموں کو یاد رکھنا ہوگا کوئی یہ نہ سمجھے کہ اگر چند گستاخ راہِ فرار اختیار کرگئے تو شاید پاکستانی قوم کا جذبہ سرد پڑ گیا۔ نہیں نہیں، یہ مجمع بتا رہا ہے کہ جب بھی تحفظ ختم نبوت کی بات ہوگی، جس شہر میں ہوگی، جس قصبہ میں ہوگی، جس قریہ میں ہوگی، جس اسٹیج سے ہوگی تو قوم متحد ہوگی۔ تمام عاشقانِ رسول کشاں کشاں چلے آئیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی خاطر یکجا نظر آئیں گے۔

حاضرین محترم! اکابرین اپنا فریضہ انجام دے چکے ہیں، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کی اسلامی شقیں پاکستان کے آئین کے ماتھے کا جھومر ہیں، کوئی مغرب پرست یہ سوچتا ہے کہ پاکستان کے آئین سے ان اسلامی قوانین کو ختم کرکے آئندہ ایسی شقیں شامل نہیں ہونے دے گا تو یہ اس کی یہ خام خیالی ہے۔ ہمارے اکابرین نے جو قربانیاں دی ہیں، ان کے ساتھ ہزاروں کارکنان نے جو قربانیاں دی ہیں ان شاء اللہ! ہم ان قربانیوں کو ضائع نہیں ہونے دیں گے اور کسی بھی لمحے کسی بھی قادیانی کو یہ موقع نہیں دیں گے کہ وہ اہل ایمان کی صفوں میں فتنہ ارتداد پھیلائے۔ اللہ اور اس کا حبیب ہمارا حامی وناصر ہو۔

مولانا محمد حسان اعجاز

سہ ماہی تحفظ ختم نبوت سیمینار

رپورٹ: مولوی محمد قاسم، کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہر تین ماہ بعد گلستانِ انیس، دہلی مرکنٹائل سوسائٹی میں تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد کرایا جاتا ہے۔ اس مرتبہ یہ سیمینار 5 ربیع الاول 1444ھ مطابق 2 اکتوبر 2022ء بروز اتوار صبح 11 بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ جانشین حضرت بنوریؒ حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ دامت برکاتہم کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر پنجم، فاتحِ قادیانیت، محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے نائب رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر سیّد احمد یوسف بنوری دامت برکاتہم تھے۔ آپ نوجوان عالم دین، بہترین خطیب، دینی وعصری علوم کے فاضل اور علم وتقویٰ کی جامع شخصیت ہیں۔ آپ نے جو پُرمغز خطاب فرمایا (وہ ان شاء اللہ! علیحدہ صورت میں مکمل شائع کیا جائے گا)، سردست اس پروگرام کی مختصر اخباری رپورٹ پیش خدمت ہے:

”مغرب، اسلام کی روح سے ہمارا رشتہ ختم کرنا چاہتا ہے۔ اسلامی عقائد پر انگلیاں اٹھانے والے سائنسی تحقیقات کو حرف آخر سمجھتے ہیں۔ ختم نبوت بدیہی مسئلہ ہے، نبوت کے دعوے داروں کو کھڑا کرنا اسے مشکوک بنانے کی سازش ہے۔ سولہویں صدی میں مذہب کو ریاست سے الگ کرنے کی کوششیں شروع کی گئیں، لیکن پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور اس کے آئین میں مسلمان ہونے کے لیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلامشروط آخری نبی تسلیم کرنا درج ہے۔ قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے جو اسلام کے سرسبز نخلستان کو اجاڑنا چاہتا ہے۔ اکابر علمائے کرام نے دن کا چین اور رات کی نیند قربان کر کے مثالی جدوجہد کی جس کا ثمرہ یہ کامیابیاں ہیں۔ ماہ ربیع الاول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ کو اپنانے کی ترغیب دیتا ہے۔ تمام مسلمان خود کو سنت نبوی کے سانچے میں ڈھالیں تو دجالی فتنے سے بچ سکتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے نائب رئیس مولانا ڈاکٹر سیّد احمد یوسف بنوری الحسینی نے کیا، وہ گزشتہ روز 2 اکتوبر اتوار کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام گلستانِ انیس شہید ملت روڈ میں تحفظ ختم نبوت سیمینار سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے دجال کے فتنے سے اپنی امت کو خبردار فرمایا، اس فتنے سے بچاؤ کے لیے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ سیمینار صبح 11 بجے شروع ہوا، تلاوت قرآن کریم و ہدیہ نعت پیش کرنے کی سعادت مولانا محمد شاہ رخ نے حاصل کی۔ نقابت کے فرائض مفتی محمد

اوتھل کی مساجد میں مبلغین ختم نبوت کے بیانات

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے ساتھیوں مولانا مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ، مولانا مفتی محمد عادل غنی، مولانا شاکر اللہ اور راقم الحروف (محمد عبداللہ چغرزئی) کی اوتھل (بلوچستان) میں ”عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت“ کے موضوع پر بیان کرنے کی تشکیل کی۔ چنانچہ ۳۰ ستمبر بروز جمعہ مولانا مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ نے جامع مسجد عمر فاروق میں خطبۂ جمعہ دیا اور مولانا مفتی محمد عادل غنی نے جامع مسجد اوتھل میں بیان کیا۔ جامع مسجد قبا میں مولانا شاکر اللہ نے جبکہ راقم نے دارالسلام مدینہ مسجد میں عقیدۂ ختم نبوت پر بیان کیا۔ نماز جمعہ کے دن کراچی واپسی ہوئی۔ دورانِ سفر دارالعلوم قاسمیہ میں بھی حاضری دی، وہاں جامعہ کے اساتذہ کرام سے تعارف اور ملاقات ہوئی۔ ناظم تعلیمات نے مبلغین ختم نبوت کو اپنے ہاں بھی ختم نبوت پر پروگرام رکھنے کی دعوت دی۔

سلمان یاسین اور راقم الحروف نے نبھائے۔ اقراٗ روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان کے نائب مدیر مفتی خالد محمود نے کہا کہ حدیث نبوی میں سورۃ الکہف کی تلاوت کو دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے مؤثر بتلایا گیا ہے، اس سورت کی ابتدائی یا آخری دس آیات کی تلاوت ہر مسلمان اپنا وظیفہ بنا لے۔ ہم قادیانیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اختیار کر لیں۔ قادیانیت نے اسلام و پاکستان کو جتنا نقصان پہنچایا اور کسی فتنے نے نہیں پہنچایا۔ ہر مسلمان اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ قادیانی فتنے کی سرکوبی تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر، معروف قانون دان اور سندھ ہائی کورٹ کے وکیل جناب منظور احمد میوٗ ایڈووکیٹ نے اپنے خطاب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قانونی و عدالتی جدوجہد پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ کراچی کے دو علاقوں صدر اور مارٹن کوارٹر میں قائم قادیانی مراکز پر گنبد و مینار کی تعمیر غیر شرعی اور پاکستان کے قانون کی خلاف ورزی ہے، ہم نے اس کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا ہوا ہے اور ایف آئی آر درج ہو چکی ہے۔ 1984ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے تحت قادیانی شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتے۔ اس سیمینار میں مشہور سماجی رہنما قاری فیض اللہ چترالی، استاذ جامعہ بنوری ٹاؤن مولانا اکرام اللہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے راہنماؤں محمد انور رانا، سیّد انوار الحسن اور حافظ محمد نبیل شہزاد کے علاوہ مقامی ذمہ داروں مفتی اظفر اقبال، نور احمد، ندیم نواب سمیت بڑی تعداد میں کارکنان ختم نبوت، علماء و طلبہ، کاروباری شخصیات اور عوام الناس نے شرکت کی، نیز خواتین کے بیان سننے کے لیے باپردہ اہتمام کیا گیا تھا۔ مفتی خالد محمود صاحب کی دعا پر دن ایک بجے سیمینار اختتام پذیر ہوا۔

غم زدوں کے لئے رحمتِ مصطفیٰ ﷺ

غم زدوں کے لئے رحمتِ مصطفیٰ ﷺ — وہ سمندر ہے جس کا کنارا نہیں
حشر کے دن بھی وہ سب کے کام آئیں گے — کون ہے جس نے ان کو پکارا نہیں
شاہد اس پہ ہوا ہے کلامِ خدا — مصطفیٰ ﷺ کی رضا ہے خدا کی رضا
حق نے محبوب سے اپنے فرمادیا — جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں
کیا گھڑی ہوگی محشر میں سب انبیاء — امتوں کو نہ دیں گے کوئی آسرا
ہوگی سب کی زباں پہ یہی اک صدا — کہ مصطفیٰ ﷺ کے سوا کوئی چارہ نہیں
اور منتظر چشمِ رحمت کے شاہ و گدا — بے بہا ان کا فیضانِ جود و سخا
در پہ آئے سوالی نہ جھولی بھرے؟ — دستِ سرکار ﷺ کو یہ گوارا نہیں
اور نعت سرکار ﷺ کی دل سے نکلے سدا — سننے والے بھی ہوں جان و دل سے فدا
سارا منظر ظہوریؔ ہو مہکا ہوا
اس سے بڑھ کے سماں کوئی پیارا نہیں

محمد علی ظہوریؔ (نعت گو شاعر)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

جامع مسجد محمود فیصل آباد میں تحفظ ختم نبوت سیمینار: مولانا تاج محمودؒ تحریک ختم نبوت کے نامور راہنماؤں میں سے تھے۔ اللہ پاک نے ان کے سینہ میں حساس دل رکھا تھا ہفت روزہ لولاک کے ذریعہ وہ قادیانی شرارتوں کو طشت ازبام کرتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں فیصل آباد جو اس وقت ’’لائل پور‘‘ تھا کے قائدین میں سے تھے، سینکڑوں رضا کار تیار کر کے انہیں گرفتار کرا کر پُر امن تحریک جاری رکھی۔ پھر خود بھی گرفتاری دی، انہیں شاہی قلعہ لاہور کے بدنام زمانہ عقوبت خانہ میں کئی ماہ ظلم و ستم سہنے پڑے۔ اس دوران آپ کے مخالفین نے آپ کے والد محترم کو یہ جھوٹی خبر دی کہ مولانا تاج محمودؒ جیل میں شہید کر دیئے گئے۔ یہ خبر سن کر آپ کے والد محترم مجموعہ امراض بن گئے، آپ نے یہ یادداشتیں مرتب کر کے ’’لولاک‘‘ لائل پور میں شائع کیں جو ان شاء اللہ العزیز راقم کی کتاب: ’’تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل‘‘ کی پانچویں جلد کا حصہ ہیں۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے اولین محرک بھی آپ ہی تھے۔ آپ کے ایک نمازی ریلوے آفیسر نے ہی آپ کو خبر دی کہ آج (۲۹/مئی ۱۹۷۴ء) تین گھنٹہ تک قادیانی چھوکروں نے ہمارے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کو زدو کوب کر کے انہیں زخمی کر دیا ہے۔ آپ نے آناً فاناً فیصل آباد کی تاجر تنظیموں، طلبہ یونینز، سرکاری و غیر سرکاری ہسپتالوں کے انچارج حضرات، دینی و سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کو فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر جمع ہونے کی ہدایت کی۔ نیز گوجرہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، شورکوٹ، خانیوال ملتان کے جماعتی رفقاء کو طلبہ کے استقبال اور ان سے ہمدردی کے اظہار کی تلقین کی، نیز دینی، سیاسی جماعتوں کے مرکزی قائدین کو سانحہ ربوہ سے مطلع فرمایا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں ۱۹۷۴ء کی تحریک چلی۔ قومی اسمبلی میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مولانا صدر الشہید بنوں، مولانا نعمت اللہ خان کوہاٹ، چوہدری ظہور الٰہی رحمہم اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا۔ چنانچہ ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ اس کا سہرہ جہاں اور ہزاروں مجاہدین ختم نبوت کو جاتا ہے، وہاں مولانا تاج محمودؒ کسی سے پیچھے نہیں ہوں گے بلکہ سرفہرست قائدین میں شمار ہوں گے۔

مولانا تاج محمودؒ نے جہاں ۱۹۷۴ء کی تحریک میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ وہاں ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت کے قائدین میں آپ کا نام سرفہرست نظر آتا ہے، آپ کا انتقال ۱۹۸۴ء میں ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد صاحبزادہ طارق محمودؒ اپنے والد کے جانشین مقرر ہوئے۔ ’’لولاک‘‘ ہفت روزہ سے ماہنامہ ہوا۔ فیصل آباد سے ملتان مجلس کے مرکزی دفتر میں اس کا ہیڈ کوارٹر مقرر ہوا۔ صاحبزادہ صاحبؒ نے تاحیات اس کی ادارت سنبھالے رکھی۔ آپ کا ایک عظیم کارنامہ آپ کی تصنیف ’’صدائے محراب‘‘ ہے۔ جو نو آموز مقررین اور مبلغین ختم نبوت کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے پرانی مسجد گرا کر اپنے گھر کو بھی مسجد میں شامل کر دیا اور خوبصورت مسجد تعمیر کرادی۔ اتنی تیزی سے یہ کام کئے، گویا آناً فاناً مسجد بھی بن گئی اور صدائے محراب بھی مرتب ہوگئی۔ خوبصورت کمپوزنگ اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ طبع کرائی، کس اخلاص کے ساتھ لکھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو کر تقسیم ہوگئے اور جلدی سے اپنے کام مکمل کر کے آپ عالم آخرت کو روانہ ہوگئے، ۷/ستمبر ۲۰۲۲ء کو ان کی یاد میں اور ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ سے نسل نو کو روشناس کرنے کے لئے صاحبزادہ مبشر محمود سلمہ ہر سال اس عظیم مسجد میں سیمینار کراتے ہیں امسال راقم کو بھی اس سیمینار میں عصر سے قبل بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ سیمینار میں دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث مکاتب فکر کے راہنماؤں نے خطاب کیا۔ ۷/ستمبر کے فیصلہ کے پس منظر، تحریک کے قائدین کو خراج تحسین پیش کرنے کے علاوہ اس متفقہ آئینی ترمیم کے مطابق عمل کرنے کا مطالبہ کیا اور یہ سلسلہ عصر کی نماز تک جاری رہا۔ عصر کی نماز کے بعد چکن قورمہ، بریانی اور زردہ سے سامعین کی تواضع کی گئی۔ صاحبزادہ مبشر محمود کے بھائیوں شاہد محمود، فہد محمود

کے تعاون کے ساتھ، مولانا سیّد خبیب احمد شاہ، مولانا عبدالرشید غازی کی سرپرستی حاصل رہی۔

جامعہ عبیدیہ میں سیمینار: ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان فیصلہ کی یاد میں مغرب کی نماز کے بعد جامعہ عبیدیہ فیصل آباد میں پیر طریقت رہبر شریعت، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی، پی ڈی ایم فیصل آباد کے صدر مخدوم زادہ مولانا سیّد محمد زکریا شاہ کی صدارت میں ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا۔ سیمینار سے مجلس فیصل آباد کے نائب امیر مولانا سیّد محمد خبیب شاہ، مولانا غلام محمد استاذ الحدیث جامعہ عبیدیہ، مجلس فیصل آباد کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کے سینکڑوں مریدین، علماء وطلبہ نے شرکت کی۔ سیمینار مغرب سے عشاء تک جاری رہا۔

جامع مسجد خاتم الانبیاء میں جلسہ: جامع مسجد خاتم الانبیاء کے بانی مولانا غلام مصطفیٰ تھے، جو معروف تبلیغی بزرگ مولانا مفتی زین العابدینؒ کے واحد خلیفہ اور مردِ مجاہد تھے۔ آپ نے قادیانیت، رافضیت سمیت کئی ایک فتنوں کا مقابلہ کیا۔ اکتوبر ۲۰۲۱ء میں انتقال ہوا۔ مسجد سے ملحق دارالقرأ کے نام سے تجوید وقرأت کا ادارہ قائم کیا گیا، جس کی بنیاد قاری محمد صدیقؒ نے رکھی۔ موصوف ۳۷ سال تک دارالعلوم فیصل آباد کے شعبۂ تجوید وقرأت کے استاذ رہے، سینکڑوں حفاظ نے آپ سے فن قرأت سیکھ کر قاری کی سند حاصل کی۔ قاری محمد صدیقؒ استاذ القرأ حضرت مولانا قاری محمد شریفؒ لاہور کے شاگرد رشید تھے۔ انہیں کے ادارہ دارالقرأ کے نام سے اپنے ادارہ کا نام رکھا۔ آپ ہر سال چناب نگر کانفرنس میں شرکت فرماتے اور آپ کی تلاوت بھی ہوتی۔ ۷ر دسمبر ۲۰۰۵ء کو انتقال ہوا۔ اللہ پاک نے آپ کو چار بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ بیٹوں کے نام محمد، احمد، محمود، حامد رکھے، چاروں عالم فاضل ہیں۔ دارالقرأ کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ اس وقت ادارہ میں تجوید و قرأت کے ۷۴ طلبہ زیر تعلیم ہیں، جن میں ۲۷ مسافر ہیں۔ ۷ر ستمبر عشاء کے بعد جامع مسجد خاتم الانبیاء محلّہ امین پارک میں جلسہ کا اہتمام کیا، تلاوت ونعت کے بعد مولانا سیّد خبیب احمد شاہ، مولانا عبدالرشید غازی اور دیگر کے بیانات ہوئے، آخری بیان محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا۔ جلسہ ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہا۔

جامع مسجد تقویٰ جھنگ شہر: جامع مسجد کے بانی قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ حضرت حکیم صوفی شیر محمدؒ تھے، جنہوں نے ۱۹۵۰ء میں جامع مسجد تقویٰ کی بنیاد رکھی۔ اس وقت حافظ بشیر احمد اہتمام و انتظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ رات کا آرام وقیام جامع مسجد تقویٰ میں ہوا۔

حافظ محمد ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ جیاموسیٰ لاہور .... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حافظ محمد ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ تحریک ختم نبوت کے خاموش معاونین اور مجاہدین میں سے تھے۔ ان کے ایک بھائی قاری محمد سعیدؒ نے ادارہ تدریس القرآن کے نام سے جیاموسیٰ لاہور میں قائم کیا اور تاحیات مدرسہ کی آبیاری میں مصروف رہے۔ حافظ محمد ابوبکرؒ نے جامع مسجد محمدیہ کے نام سے قائم تقریباً سوسالہ مسجد کی خدمت میں زندگی گزاردی اور جامع مسجد محمدیہ کی تعمیر جدید ۱۹۷۰ء میں ہوئی، یہ مسجد شاہدرہ موڑ سے شیخوپورہ روڈ پر تقریباً ایک کلومیٹر برلب روڈ ہے اور اہل حق کا قدیم مرکز ہے، اس مرکز میں قریبی دور کے تمام خطباء اور مقررین تشریف لاتے رہے۔ خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ لاہور جب بھی تشریف لاتے، آپ کا قیام حافظ محمد ابوبکرؒ کے ہاں ہوتا۔ راقم الحروف کا ان کے ہاں ۱۹۹۰ء سے آنا جانا رہا ہے، جب بھی ادھر سے گزر ہوا یہ ناممکنات میں سے تھا کہ راقم ان سے نہ ملے اور اگر ملاقات میں تاخیر ہوتی تو خفگی کا اظہار فرماتے۔ ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک تو سال میں ایک آدھ جمعہ پر بیان کی سعادت بھی نصیب ہوتی۔ ۲۰۰۰ء کے بعد جمعہ تو نہیں، لیکن رمضان المبارک میں مغرب کی ایک نماز کے بعد راقم کا بیان ہوتا۔ افطاری کی سعادت بھی حضرت حافظ صاحب کے گھر ہوتی۔ یہ معمول ایک عرصہ سے چلا آرہا ہے۔ حضرت حافظ صاحب نماز میں ہوتے تو تائید بھی فرماتے اور اپنی طرف سے بھی بھرپور تعاون فرماتے۔ اللہ پاک نے انہیں چار بیٹے اور تین بیٹیاں عطا فرمائیں۔ بیٹوں میں سے تین کو قرآن پاک حفظ کرایا، ایک عرصہ سے صاحبِ فراش تھے، عمر تقریباً ۷۴ سال ہوگی۔ اس عمر میں تو آدمی مجموعہ امراض بن جاتا ہے، کمزوری ہونے کی وجہ سے نمازیں بھی گھر میں ادا فرماتے، ان سے آخری ملاقات رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ میں ہوئی۔ راقم کسی دور دراز علاقہ کے تبلیغی سفر تھا کہ برادر عزیز مولانا سیّد جنید سلمہ نے اطلاع دی کہ حضرت حافظ محمد ابوبکر ۲۶ر اگست ۲۰۲۲ء کو انتقال فرماگئے۔ جنازہ کی امامت محمدیہ مسجد کے خطیب مولانا قاری کلیم اللہ مدظلہ نے کی، جس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ راقم نے راولپنڈی سے لاہور آکر ۲۰ر ستمبر کی نماز جامع مسجد محمدیہ میں ادا کی، نماز مغرب کے بعد انہیں خراج تحسین پیش کیا اور مغفرت کی دعا کرائی۔

جامع مسجد شیریں جھنگ شہر: جامع مسجد کے بانی مولانا محمد شیریں آف سوات تھے، ۱۹۶۹ء میں باب عمرؓ کے سانحہ میں پانچ ساتھیوں سمیت شہید کردیئے گئے۔ جھنگ دوحصوں میں تقسیم ہے، جھنگ سٹی اور جھنگ صدر۔ جھنگ سٹی میں عرصہ دراز سے باب عمرؓ کے نام سے ایک دروازہ ہے۔ اہل تشیع کا جلوس اس دروازہ سے گزرنا تھا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ بابِ عمرؓ کا بورڈ اتارا جائے۔ اہل سنت ڈٹ گئے، جن کی قیادت مولانا محمد شیریںؒ فرمارہے تھے۔ اہل تشیع جارحیت پر اتر آئے اور گولی چلادی مولانا محمد شیریںؒ سمیت پانچ آدمی شہید ہوئے۔ ان دنوں شاعر اہل سنت جناب خان محمد کمترؒ نے نظم بنائی جو عرصہ دراز تک جلسوں میں پڑھی جاتی رہی: ’’بابِ عمر دے ویکھو ہن جھنگ وچ نظارے‘‘ مولانا محمد شیریںؒ کے بعد کئی ایک حضرات نے امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ ان میں مولانا محمد فاروقؒ پینتیس چالیس سال امام وخطیب رہے۔ مولانا کی وفات کے بعد آپ کے فرزندار جمند مولانا محمد طیب امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، ان کی دعوت پر ۹؍ستمبر صبح کی نماز کے بعد راقم کا بیان ہوا۔

مکی مسجد میں خطبۂ جمعہ: نواں شہر کی مکی مسجد میں مولانا قاری عبدالشکور مدظلہ کی دعوت پر جمعۃ المبارک کی نماز سے پہلے راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔

مولانا غلام حسین مدظلہ کی عیادت: مولانا غلام حسین مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبۂ تبلیغ سے حضرت مولانا تاج محمودؒ کی سفارش پر ۱۹۸۰ء کی دہائی میں وابستہ ہوئے، اپنی جوانی کے بہترین ایام ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب میں گزار دیئے، گرمی، سردی کی پروا کئے بغیر دن رات شاندار خدمات سرانجام دیں۔ اسلاف کی روایات کے امین ہیں، گزشتہ کچھ ایام سے صاحبِ فراش ہیں۔ جمعہ سے فارغ ہوکر ان کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے دعائیں لیں۔ مذکورہ بالا اجتماعات سے فارغ ہوکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے نائب امیر مولانا سیّد حکیم، مفتی خبیب احمد شاہ مدظلہ کے قیام و آرام کا اہتمام کیا گیا۔

راولپنڈی جاتے ہوئے چکوال کے احباب سے ملاقات: راقم الحروف نے دس روزہ تبلیغی دورہ پر روانہ ہوتے ہوئے ایک رات چکوال میں مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی کے ہاں قیام کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کے راہنماؤں مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی، مولانا مفتی محمد معاذ، مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی اور جمعیت علماء اسلام چکوال کے امیر مولانا عبدالسلام نقشبندی سے ملاقاتیں کیں اور چکوال شہر ومضافات میں مجلس چکوال کی کارکردگی کا جائزہ لیا۔ نیز مولانا مفتی محمد معاذ مدظلہ سے گزارش کی کہ آئندہ اجلاسوں میں جمعیت علماء اسلام کے احباب کو بھی دعوت دیا کریں۔ نیز ان سے یہ بھی کہا کہ احباب کے گلے شکوے دور کریں۔ مقامی بزرگان کرام مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی، مولانا قاضی ظہور حسین اظہر اور مولانا جمیل الرحمٰن سے مشورہ اور ہدایات لیا کریں۔

دارالعلوم حنفیہ میں حاضری: دارالعلوم حنفیہ چکوال کے بانی ملک کے نامور شیخ طریقت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ تھے۔ آپ وادی سون سکیسر کے معروف مقام کورڈھی میں ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء جناب غلام محی الدین کے گھر پیدا ہوئے۔ وادی سون بائیس گاؤں پر مشتمل

دفاع تحفظ ختم نبوت ودفاع پاکستان سیمینار، بدین

بدین.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۲؍اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز اتوار صبح دس بجے سے لے کر دو بجے تک العباس ہال میں دفاع تحفظ ختم نبوت ودفاع پاکستان سیمینار منعقد ہوا، جس کی صدارت حافظ عبدالحمید آرائیں امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بدین اور نگرانی مولانا محمد حنیف سیال مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین نے کی۔ تلاوت کلام پاک حافظ ابوذر نے کی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، حضرت مولانا قاضی احسان احمد کراچی نے شرکاء کو عقیدۂ ختم نبوت، نزول سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور امام مہدی علیہ الرضوان کی جیسے عنوانات پر خطاب فرمایا۔ سیمینار میں مولانا محمد ابرار شریف مبلغ ختم نبوت حیدرآباد، مولانا محمد حنیف سیال، مولانا مفتی محمد اسماعیل، مولانا آفتاب احمد، مولانا مفتی عبدالغنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ملک اور ملت کے غدار ہیں اور حکومت قادیانیوں کو شعائر اسلام استعمال کرنے سے روکے اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ اس پُر وقار سیمینار میں وکلاء، صحافی، ٹیچرز، ڈاکٹرز، تاجر اور شہر کے معزز احباب نے شرکت کی۔ سیمینار کو کامیاب بنانے کے لیے قاضی احسان احمد بدین ساجد بھائی، حافظ مبین احمد، حافظ ابوذر اور ان کی پوری ٹیم نے مثالی محنت کی، اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کی محنت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

مردم خیز علاقہ ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے نامور شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد عثمانؒ بانی خانقاہ موسیٰ زئی شریف ڈیرہ اسماعیل خان موسم گرما میں گرمیاں اکثر یہیں گزارتے تو معتقدین نے انہیں اس علاقہ میں ۸۰ بیگہ زمین ہدیہ کی، جہاں آپ نے خانقاہ ڈیپ قائم کی۔ آپ کے جانشین حضرت اقدس خواجہ سراج الدینؒ اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرماتے رہے۔ موجودہ سجادہ نشین بھی گرمیاں یہیں گزارتے، گرمیوں میں یہاں کی فضا ''اللہ ہو'' کی معطر صداؤں سے جھوم اٹھتی ہے۔ موضع کوڑھی خانقاہ ڈیپ سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، آپ کا سلسلۂ نسب چونتیس واسطوں سے حضرت محمد ابن حنفیہ ابن سیّد علی المرتضیٰؓ سے جا ملتا ہے، آپ اعوان برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے معروف استاذ قاری قمر الدینؒ سے امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ جو اپنے شیخ کی وفات کے بعد خانقاہ ڈیپ وادیٔ سون میں تشریف لاتے رہے تو آپ نے حضرتؒ موصوف سے قرآن پاک کی تفسیر پڑھی۔ تفسیر قرآن کی تکمیل ابھی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت واں بھچرویؒ کا انتقال ہوگیا۔ حضرتؒ کے انتقال کے بعد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے تفسیر قرآن سے بھرپور استفادہ کیا۔ اسی دوران حرمین شریفین کی زیارت نصیب ہوئی تو امام الہند حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے قرآن پاک کی انقلابی تفسیر پڑھی۔

اصلاحی تعلق: آپ کے استاذ محترم مولانا سیّد امیرؒ نے آپ کے چہرہ پر انوار و برکات کا مشاہدہ کیا تو انہیں اپنے شیخ حضرت اقدس خلیفہ عبدالمالک صدیقیؒ (خانیوال) کی خدمت میں احمد پور شرقیہ لے کر گئے اور اپنے شاگرد رشید کو شیخ کی خدمت میں بیعت کے لئے پیش کیا۔ جسے انہوں نے شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ اسباق کی تکمیل کے بعد حضرت صدیقیؒ نے اپنے مرشد حضرت مولانا فضل علی مسکین پوریؒ کی خدمت میں تصدیق کے لئے پیش کیا۔ حضرت مسکین پوریؒ کئی روز تک آپ پر مراقبات میں توجہ دیتے رہے۔ ۲۹ر شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ میں آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور گرفتار بھی ہوئے۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ۱۸ر دسمبر ۱۹۸۰ء کو آپ نے جامع مسجد دارالعلوم حنفیہ کی بنیاد رکھی۔ اس زمانہ میں ستر لاکھ روپے سے زیادہ لاگت آئی۔ مسجد کے متصل غربی جانب دارالعلوم حنفیہ کی تین منزلہ پُرشکوہ عمارت قائم کی، جس میں درسِ نظامی کا آغاز کیا، ابتدائی درجات سے لے کر دورۂ حدیث شریف تک تعلیم ہوتی رہی۔

سالانہ تبلیغی واصلاحی اجتماع منعقد کراتے۔ جس میں امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، علامہ دوست محمد قریشیؒ، علامہ عبدالستار تونسویؒ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ سمیت ملک کے نامور خطباء اور علماء کرام ان کی دعوت پر تشریف لاتے رہے۔

دارالعلوم حنفیہ کے علاوہ کئی ایک مدارس و مساجد تعمیر کرائیں اور ان کی آبادی و شادابی کا انتظام کیا۔ آپ آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت فرماتے، جس نشست میں تشریف فرما ہوتے آپ آخر تک تشریف فرما رہتے اور علماء کرام کے بیانات توجہ سے سماعت فرماتے۔

آپ نے ۱۹۸۷ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت فرمائی اور کانفرنس کی اختتامی دعا تک تشریف فرما رہے۔

آپ نے اپنی زندگی میں اپنے فرزند اکبر مولانا عبدالرحمٰن قاسمیؒ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔

۲۰ر ستمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعرات صبح نو بجکر اٹھارہ منٹ پر جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ آپ کے فرزند اکبر اور جانشین مولانا عبدالرحمٰن قاسمیؒ کی امامت میں ہزاروں مسلمانوں نے جنازہ میں شرکت کی اور آپ کو آپ کے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم حنفیہ کی مسجد کے شمال میں آپ کی خرید کردہ جگہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کو اللہ پاک نے تین بیٹوں سے سرفراز فرمایا، بڑے بیٹے مولانا عبدالرحمٰن قاسمیؒ جو آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔ ان کی ولادت ۱۹۴۸ء میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد کے قائم کردہ اداروں کی آبیاری کی، ان کے علاوہ کئی ایک اداروں کی تعمیر مکمل کی۔ ۱۹ر جولائی ۱۹۹۱ء ۴۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ والد محترم کے ساتھ دفن ہوئے، آپ کی وفات کے بعد آپ کے بھائی مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی مدظلہ نے دارالعلوم حنفیہ اور دیگر اداروں کا نظم سنبھالا، حضرت پیر غلام حبیبؒ کے فرزند اصغر مولانا پیر عبدالقدوس نقشبندی مدظلہ، جمعیت علماء اسلام چکوال کے امیر مولانا عبدالسلام نقشبندی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کے امیر مولانا مفتی محمد معاذ، ناظم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی سے ۱۰ر ستمبر کو ملاقات ہوئی اور جماعتی معاملات پر تبادلۂ خیال ہوا۔

☆☆..........☆☆

تاجدارِ ختمِ نبوّت زندہ باد
لانبی بعدی
فرما گئے یہ ھادی
2 روزہ
ختمِ نبوّت کانفرنس
41 ویں سالانہ
عظیم الشان
بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
27
28
2022
اکتوبر
بروز جمعرات
جمعۃ المبارک
مسلم کالونی چناب نگر
زیرِ صدارت
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت
حافظ حضرت مولانا ولی کامل
محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب حفظہ اللہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
نقشبندی مجددی
زیرِ سرپرستی
صاحبزادہ پیرِ طریقت مخدوم العلماء
حضرت مولانا ولی ابن ولی
خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری
حضرت مولانا
سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
عنوانات
توحید باری تعالیٰ
عقیدہ ختمِ نبوت
سیرت خاتم الانبیاء ﷺ
حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
عظمت صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم
اتحاد امت محمدیہ
ظہور امام مہدی علیہ الرضوان
پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ
جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام مشائخ عظام، قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
چناب نگر چنیوٹ
0300-7314337
0300-4304277
0301-6395200